ماہنامہ
فیصل آباد
پاکستان

مِلّیہ

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ
بمطابق اپریل 2013ء
www.milliafsd.com

مدیر اعلیٰ وسرپرست
ابن نفیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ

اُداس راہیں

(طریقِ ہجرت سے متاثر ہو کر)

حَرَم سے طَیبہ کو آنے والے! تجھے نِگاہیں ترس رہی ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے! اُداس راہیں ترس رہی ہیں

رسُولِ اَطہر جہاں بھی ٹھیرے، وُہ منزلیں یاد کر رہی ہیں
جَبینِ اَقدس جہاں جھکی ہے، وُہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں

جو نُور افشاں تھیں لحظہ لحظہ، حضورِ انور کے دَم قدم سے
وُہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں، وُہ بارگاہیں ترس رہی ہیں

صبائے بَطحا غموں سے پُر ہے، فَضائے اقصیٰ بھی دُکھ بھری ہے
اب ایک مُدّت سے حال یہ ہے، اَثر کو آہیں ترس رہی ہیں

خیال فرما کہ چشمِ عالم تِری ہی جانب لگی ہُوئی ہے
نِگاہ فرما، کہ ساری اُمّت کی میٹھی چاہیں ترس رہی ہیں

نفیسؔ کیسا یہ وقت آیا، سُلوک و اِحساں کے سِلسلوں پر
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں، وُہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ ملیہ فیصل آباد پاکستان

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے۔

جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ جلد نمبر 9

بمطابق

اپریل 2013ء شمارہ نمبر 5

فہرست مضامین

فی شمارہ 25 روپے پاکستان میں سالانہ 300 روپے
سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 45 امریکی ڈالر

رابطہ کے لیے
ماہنامہ ملیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ
محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد
041-8711569
0321-6611910

ناشر...... حبیب الرحمٰن لدھیانوی مطبع: ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد
Decl No. 3483-85

کلمۃ الحبیب

عیسائی ریاست کے قیام کا منصوبہ! خاکم بدہن

ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

بیرن ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے میرے پاس وہ معلومات نہیں ہیں جو کہ ملک میں ہونے کی وجہ سے ہوسکتی ہیں، مگر انٹرنیٹ اور مختلف اخبارات کا کمپیوٹر پر مطالعہ کرنے سے جو محدود معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ گزارشات کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

کینیڈا سے درآمد شدہ شیخ الاسلام اور برطانیہ میں ملکہ کی گود میں بیٹھے ہوئے قائد صاحب کا کہنا ہے اگر ان کے مطلب کے مطابق انتخابی نتائج برآمد نہ ہوئے تو یہ ملک ٹوٹ سکتا ہے۔ دوسری طرف ''جام در دست اور سگ در بغل'' کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۱۹۹۹ء میں ملک کی باگ ڈور پر قبضہ کرنے والے جرنیل نے بھی ملک بچانے کے نام سے پھر واپسی کا اعلان کر دیا ہے۔ ان میں سے پہلے دو نے تو ملکہ برطانیہ کی وفاداری کا حلف اٹھا رکھا ہے۔ اور جرنیل صاحب نے ملک وقوم کا ایسا سودا کیا ہے کہ اس کی قیمت ہی نہیں چکائی جا سکتی۔

جبکہ ہمارے ملک میں وہ قتل غارت برپا ہے کہ الامان۔ لگتا ہے کہ اب پھر انتخابات کی آڑ میں ۱۹۷۰ء کا نقشہ دوہرانے کا پروگرام ہے۔ اُس وقت لسانی اور علاقائی عصبیت کو ہوا دے کر صوبے بنائے گئے، اور پھر بنگالیوں کے ساتھ زیادتی کی ہوائیاں اُڑا کر ملک کو دو ٹکڑے کیا گیا۔

اور اب پھر ۱۹۷۰ء کی تاریخ دوہرائے جانے کا امکان نظر آ رہا ہے۔ اسی لئے عالمی گماشتوں کے نمائندوں نے ہمارے ملک میں اندھیر مچایا ہوا ہے۔ اس کے لئے ہمارے ملک میں ہر وہ طریقہ

اختیار کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے اس ملک کی تقسیم کو آسان بنایا جائے۔ جو کہ اصل میں مسلمانوں ہی کی تقسیم کا ایک نیا منصوبہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پرانے ایکٹر پھر دوبارہ حرکت میں آچکے ہیں، بیرون ملک سے دھڑا دھڑ ان کی آمد شروع ہو چکی ہے۔ الیکشن کو منسوخ کر کے یا الیکشن میں اپنی مرضی کے نتائج حاصل کر کے اپنی مرضی کی پالیسی چلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ فرقہ واریت کی بنیاد پر قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو چکا، تو دوسری طرف لسانی عصبیت کی بنیاد پر صوبوں کی تقسیم کا مطالبہ بھی عروج پر ہے۔ بلوچستان کو عالمی گماشتے اپنے زیر تحت لانے کے لئے بلوچوں کی عصبیت کو ہوا دے رہے ہیں۔ اور مذہب بے زار لوگوں کو اکٹھا کر کے مذہبی طبقہ کے خلاف تحریک چلائی جارہی ہے، اور مذہبی طبقے کا یہ حال ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں۔

معرکے کا آخری دور شروع ہو چکا ہے، یہ جنگ جو برپا کی گئی تھی اس کا مطلب ایشیاء کے خطہ میں اسلام کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا ہے۔ جس طرح انگریز جاتے جاتے برصغیر کے عوام کی باگ ڈور اپنے زلہ خواروں کے سپرد کر گیا تھا اسی طرح اب عالمی طاقتیں اس خطہ کی باگ ڈور اپنے انہی خاندانی زلہ خواروں کی اولاد کے ہاتھ دے کر جانا چاہتے ہیں۔ اسی لئے یہاں پر مذہبی اختلافات کو اُبھار کر فسادات، قتل و غارت، اور جلاؤ گھیراؤ کا بازار گرم کر دیا گیا ہے۔

پہلے پہل تو صرف فرقہ وارانہ بنیاد پر اختلافات کو اُبھارا گیا اور قتل و غارت کرائی گئی مگر اب لگاتار مسلم اور غیر مسلم فسادات کرائے جارہے ہیں، جان بوجھ کر غیر مسلموں سے توہین قرآن اور توہین رسالت کرائی جارہی ہے اور جب اس پر مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں تو اس پر نادیدہ ہاتھ فسادات میں جلتی پر تیل کا کام کرتے ہوئے بستیوں کو آگ لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے طرح طرح کے فسادات ہوتے ہیں تو پھر اسلام کے نام کی آڑ لے کر علماء اور دینی مدارس کو لتاڑا جاتا ہے اور مذہبی جنونی ثابت کر کے ان کے خلاف کارروائی کی کوشش کی جارہی ہے۔

دوسری طرف جب ان علماء کو باقاعدہ قتل کر دیا جاتا ہے تو حکمرانوں کے کانوں میں جوں تک

نہیں رنگتی، اور کہہ دیا جاتا ہے کہ غیر ملکی سازشیں ہورہی ہیں۔ جبکہ کوئٹہ یا کراچی میں اہل تشیع کے خلاف کوئی خفیہ طاقت کاروائی کر کے ان کا خون بہا دیتی ہے تو اس پر حکومت اور سارا میڈیا آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے۔ اس وقت ملک کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے، اس پر مختلف طور وطریقوں سے تابڑتوڑ حملے کیئے جارہے ہیں۔ یعنی بعض مدعیٔ دین اور بے دین مینڈھوں اور بھینسوں کے اس دنگل نے اس ملک کو فکری، علمی، معاشی، اقتصادی، مذہبی، علاقائی، اور عالمی اعتبار سے تباہ کر ڈالا ہے۔ ہر پاکستانی سوچتا ہے کہ وہ کیا کرے اور کہاں جائے، کس کے پیچھے چلے۔ یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ اس میں کچھ ادبی لفنگے، فلسفی گُرگے، لادین پروفیسر، ریٹائرڈ سیکولرسٹ جج غیر ملکی بھاری معاوضوں کے عوض ایک بڑا کردار ادا کررہے ہیں۔ اور جناح اور اقبال کا پاکستان بنانے کی بات کررہے ہیں۔

اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ یہ دونوں ایک ایسے لبرل لیڈر تھے جن کے ہاں اسلام کی روح نہیں تھی، صرف نام سے کام چلانے والے لوگ تھے۔ اگر واقعی یہی بات ہے تو ہم انہیں اپنا راہنما ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہمیں اپنے ان اکابرین کا نقش پا سامنے نظر آرہا ہے جنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر کے ہندوستان کو اس لئے آزادی دلائی تھی کہ ہم آزادانہ طریقہ سے اسلام کا عادلانہ نظام کو نافذ کر کے اسلام کے فروغ کا راستہ ہموار کریں گے۔ اقبال اور جناح تو انگریز کی لیجسلیٹو کمیٹیوں میں ممبری حاصل کرنے کے لئے لابنگ کرنے اور اس سے ''سر'' کا خطاب حاصل کرنے میں پیش پیش رہنے والے لوگ تھے۔

آج مسئلہ صرف ایک نہیں ہے، بلکہ اتنے مسائل بکھیر دیئے گئے ہیں کہ ان کا سمیٹنا مشکل ہو چکا ہے۔ جہاں فرقہ واریت، صوبائی عصبیت، لسانی مسائل، کے انبار ہیں وہاں ایک نیا مسئلہ اقلیتوں کے حقوق کے نام پر کھڑا کیا جارہا ہے۔ اصل میں اس کے پیچھے قادیانی لابی مسلسل کام کررہی ہے۔ عالمی سطح پر چونکہ عیسائی مشنری کی گرفت مضبوط ہے اور قادیانیوں کی پشت پناہی بھی یہی مشنریاں کررہی ہیں، اس لئے عیسائیوں سے توہین قرآن اور توہین رسالت کروا کر ان کو مظلوم ظاہر کر کے یہ

ثابت کیا جارہا ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں پر ظلم کیا جارہا ہے۔

اوراس بہانے قادیانی اپنے لئے پاکستان میں مراعات حاصل کر کے اپنا دجل پھر پھیلانا چاہتے ہیں۔پاکستان میں قادیانیوں کے لئے کوئی محفوظ پناہ گاہ نہیں ہے،اگرچہ حکومتی اداروں میں بیٹھے ہوئے قادیانی نواز افسران اور میڈیا پر بیٹھے ہوئے بددین اینکر پرسن قادیانیوں سے مال لے کر ان کا دفاع کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں،مگر پھر بھی یہ لوگ ایک ایسے منصوبے پر کام کررہے ہیں جس کی ڈوریں عالمی سطح سے ہلائی جارہی ہیں۔

وہ منصوبہ ہے پاکستان خصوصا پنجاب میں نئے صوبوں کے ساتھ ساتھ ایک عیسائی ریاست کا قیام۔اس کے لئے پہلے بھی کئی بار لکھا جاچکا ہے کہ اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر جو کچھ عالمی میڈیا میں پاکستان کی کھنچائی کی جارہی ہے وہ ہر شک شبہ سے بالاتر ہے۔جس طرح سوڈان اور انڈونیشیا میں مسلمانوں کے ہی ملکوں کو تقسیم کر کے مذہب کی بنیاد پر دو عیسائی مملکتیں تشکیل دی گئی ہیں،بالکل پاکستان خصوصا پنجاب میں یہ کھیل کھیلا جارہا ہے۔اس کے لئے پاکستان میں تمام این،جی،اوز بھرپور طریقہ سے ہوم ورک کرچکی ہیں۔

اس کے لئے دھڑا دھڑ باہر سے مال آرہا ہے۔قادیانی اس میں پیش پیش ہیں،وہ اس لئے کہ پاکستان میں ان کی اپنی بنائی ہوئی ریاست جو کہ ''ربوہ'' کے نام سے بنائی گئی تھی وہ اب عملی طور پر بے کار ہوچکی ہے،یہ لوگ یہیں پر ایسا محفوظ قلعہ بنانا چاہتے ہیں کہ اس خطے میں بیٹھ کر اپنے بیرونی آقاؤں کے ذریعہ اس کو تقسیم کرنے میں ان کے معاون ثابت ہوں۔اس لئے میری تمام مسلمان مذہبی طاقتوں سے گزارش ہے کہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس ملک کے بچاؤ کی کوئی تدبیر کریں،ورنہ کل کلاں جو کچھ ہوجائے گا اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا،

خاکم بدہن۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر سب سے پہلا فتوائے تکفیر

تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں

ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی — قسط 29

مولانا بٹالوی کی طرف سے مرزا قادیانی کے مقابلے سے دستبرداری اور عدالتی مفاہمت

آخر ہوا وہی جس کا ڈر تھا۔بچپن کی دوستی ایسی چیز ہے جو کہ ہزار لڑائیوں کے باوجود کبھی نہ کبھی اپنا رنگ کسی نہ کسی وقت پھر دکھاتی ہے۔مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کا تعلق صرف بچپن کی دوستی تک نہیں تھا بلکہ مسلکی تعلق بھی اتنا زیادہ گہرا تھا کہ اس کی مثال دینا مشکل ہے۔اس کی تفصیل ہم گزشتہ شماروں میں لکھ چکے ہیں۔یاد رکھیں کہ جس وقت علماء لدھیانہ نے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ دیا تھا تو اس وقت ہندوستان کے تمام اہل علم نے اس کفر کے فتوے کی مخالفت کی تھی ،مگر مخالفت کے باوجود ان اہل علم نے اس مسئلہ میں خاموشی اختیار کی تھی اور آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگے تھے کہ اس کے بعد مرزا قادیانی کا کیا ارادہ ہے۔مگر مولانا بٹالوی وہ واحد شخص تھے جنہوں نے نہ صرف کھل کر اس کفر کے فتوے کی مخالفت کی بلکہ مکفرّین مرزا (خاندان علماء لدھیانہ) سے ببانگ دہل ٹکرا گئے۔اور مرزا قادیانی کے شانہ بشانہ ہی نہیں بلکہ اس سے بھی کئی قدم آگے بڑھ گئے۔اور پھر جب مرزا قادیانی سے اختلاف ہوا تو اس کے خلاف بھی اکیلے ہی نکل پڑے جبکہ مکفرین نے تو مرزا قادیانی سے مناظروں کے لئے شرائط اس لئے لگا دیں تھیں تا کہ وہ پابند ہو جائے ،اور پابندی کی بنیاد پر وہ اِدھر اُدھر نہیں ہو سکے گا۔مگر مولانا بٹالوی اپنے بچپن کے رفیق اور مسلک میں شریک کے ساتھ مقابلوں میں اکیلے ہی نکل پڑے۔یہ بات صحیح ہے کہ مولانا بٹالوی کا تبحر علمی مرزا قادیانی سے کہیں زیادہ تھا،مگر مرزا قادیانی کم علمی کے باوجود بچپن کی رفاقت کی وجہ سے مولانا بٹالوی کی علمی حیثیت کسی صورت قبول کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔اس لئے ان دونوں دوستوں کے تمام مباحثے بے کار ثابت ہوئے۔مرزا قادیانی کے اس رویّے سے تنگ آ کر آخر کار مولانا بٹالوی نے نہ صرف مرزا قادیانی سے مباحثوں سے دستبرداری کا اعلان کر دیا بلکہ ایک عدالت میں جا کر مجسٹریٹ کے روبرو مرزا قادیانی سے

ایک مفاہمانہ یادداشت پر بھی دستخط کر دیئے۔اصل میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے مباحثوں سے اجتناب کا اعلان اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں ۹۶۔۱۸۹۵ء میں ہی کر دیا تھا مگر مرزا قادیانی کو مولانا بٹالوی سے مناظروں میں ہی مزا آ رہا تھا،اس کی وجہ بچپن کا تعلق اور مسلکی ہم آہنگی ہی تھا۔اس لئے اس نے مولانا بٹالوی کے اس مشورے کو قبول نہیں کیا اور مولانا بٹالوی کو مسلسل چیلنج دیتا رہا جبکہ مولانا اس سے جان چھڑاتے رہے۔

مولانا بٹالوی موقوفی جنگ کے عنوان سے لکھتے ہیں:

قادیانی صاحب!چار سال کامل ہماری آپ کی جنگ رہی۔اب ہم اپنے اور دیگر مسلمانوں کے خیال میں آپ کا کام تمام کر چکے ہیں۔اور آئندہ آپ سے جنگ کرنی نہیں چاہتے۔اب ہم کو پرانے عیسائیوں ،آریوں (اگر مسلمان مدد دیں تو) تہذیب اخلاق جدید کے مقابلے کی ضرورت ہے۔آئندہ آپ ہم کو مخاطب نہ کریں گے۔تو ہم بھی آپ کو مخاطب نہیں کریں گے۔آپ سکھوں،آریوں اور عیسائیوں کو مخاطب کر کے ٹکے کماویں۔مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ چھوڑ دیں۔آپ اس عمل کو نہ مانیں گے تو پھر جنگ قائم رہے گی۔

اس اعلان پر بھی اس نے سکوت اختیار نہ کیا اور چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ جاری رہا تو ایک سال کے بعد ہم نے دوبارہ اعلان جلد ہژدہم کے صفحہ ۲۳۳ میں مشتہر کیا جو ذیل میں منقول ہے۔

موقوفی جنگ کا دوبارہ اعلان

۱۸۹۶ء میں ہم نے قادیانی کو موقوفی جنگ کا اعلان دیا تھا پر اس نے موقوفی جنگ کو منظور نہ کیا ہم سے چھیڑ چھاڑ کو نہ چھوڑا۔لہذا ہم کو بھی بجبوری اس کا مقابلہ کرنا پڑا ،اب ہم نے اس کو دوبارہ شکست دی اور اس کی الہامی گولہ باری وانداری، تیراندازی بند کر دی جس کی تشریح نمبر ۸ اور ۹ جلد ھذا میں ہوچکی ہے۔لہذا ہم دوبارہ موقوفی جنگ کا اعلان دیتے ہیں۔وہ آئندہ ہم سے تخاطب نہ کرے گا تو ہم بھی اس کا تعاقب نہ کریں گے۔وہ ہم سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں اپنی دوکان کی رونق سمجھ کر اس کو ترک کرنا نہ چاہے تو اس کے

نیک خیال پیرو جو دھوکہ میں آ کے اس کے اتباع میں پھنس گئے ہیں۔اس کو سمجھاویں اور کہیں کہ اب اشاعۃ السنہ کو ان یونی ٹیرین عیسائیوں کی جو اس وقت اسلام پر سخت بے رحمی و ناانصافی سے تلوار چلا چکے ہیں۔خبر لینے دیں۔اپنے مقابلے میں اس کے اوقات کو مصروف نہ کریں۔(اشاعۃ السنہ نمبر۳ جلد ۱۹)

مگر اس کی باوجود مرزا قادیانی پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ برابر اپنے سابقہ دست راست مولانا بٹالوی کو چھیڑتا رہا۔یہاں تک کہ مرزا قادیانی نے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو مولانا بٹالوی کے لئے موت وعذاب کی پیشگوئی کی ،اس پر مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کو ضلع گورداس پور کے ایک انگریز مجسٹریٹ کی عدالت میں کھینچ لیا۔جس پر عدالت کے مجسٹریٹ نے دونوں میں صلح نامہ لکھوایا۔اس کی تفصیل مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں بیان کی ہے۔ وہ ملاحظہ کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کا ایک دوسرے کو کافر، کاذب اور دجّال نہ کہنے کا عدالتی معاہدہ

ہوا یوں کہ مولانا بٹالوی نے عدالت میں دونوں دوستوں یا فریقوں کے درمیان ایک معاہدہ کرایا جس میں دونوں کی طرف سے اس بات پر عہد لیا گیا کہ وہ دوسرے کو کافر، کاذب، دجال نہیں کہیں گے۔اس معاہدے پر دستخط کے بعد مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنا رسالہ اشاعۃ السنۃ کی اشاعت موقوف کر دی۔اس پر مرزا قادیانی نے شور مچایا کہ دیکھو یہ رسالہ اشاعۃ السنۃ میرے خلاف جاری کیا گیا تھا اب عدالت میں مولانا بٹالوی نے مجھے کافر، کاذب اور دجال کہنے سے توبہ کر لی ہے، اس لئے اس رسالہ کی اشاعۃ کا موقوف ہونا میری سچائی کی دلیل ہے۔پھر اس کا جواب مولانا بٹالوی نے کیا دیا، ملاحظہ فرمائیے۔ہم پہلے مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کا عدلتی معاہدہ پیش کرتے ہیں۔

مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس کی تفصیل اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر۴ جلد ۱۹ میں صفحہ ۹۳ سے ۱۰۹ تک بیان کی ہے۔

دو دوستوں کا عدالت میں اقرار نامہ

سب سے پہلے وہ اقرار نامہ ملاحظہ کیجئے پھر اس کے بعد آگے بات ہوگی۔

نقل فیصلہ مسٹر، جے ایم ڈوئی صاحب بہادر آئی۔سی ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور بمقدمہ مرزا غلام احمد ساکن قادیان نمبر مقدمہ ۱/۳

سرکار قیصر ہند فیصلہ مستغیث

بنام......مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور

ملزم......الزام زیر دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری

تاریخ مرجوعہ ۱۵ دسمبر ۱۸۹۹ء

حکم

ہم نے دو اقرار نامجات کا مسودہ مشتمل پر چھ دفعات طیار کیا ہے جس کو مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے خوشی سے منظور کر لیا ہے۔ان اقرار نامجات کی نظر سے یہ مناسب ہے کہ کاروائی حال مسدود کی جائے لہٰذا ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو رہا کرتے ہیں اور ہدایت کرتے ہیں کہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے برخلاف کوئی کاروائی نہ کی جائے۔

دستخط جے۔ایم ڈوئی بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

نقل اقرار نامہ مرزا غلام احمد قادیانی

بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور۔

مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء۔نمبر بستہ قادیان ،نمبر مقدمہ ۱/۳۔سرکار دولت مدار ،بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان ،تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور ،ملزم الزام زیر دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

اقرار نامہ

میں مرزا غلام قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ۔

(۱) میں ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنے ہوں یا ایسے معنی خیال کیئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی۔ یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا۔ کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو ، خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کردے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور جھوٹا ہے۔

(۳) میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو ، یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(۴) میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کس دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے اس کو درد پہنچے میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل ”دجّال ،کافر، کاذب ، بطالوی“ نہیں لکھوں گا۔ (بٹالوی کے ہجے بٹالوی ہونے چاہئیں جب یہ لفظ بطالوی کر کے لکھا جاتا ہے تو اس کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے) میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچے کا عقلاً احتمال ہو۔

(۵) میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لیے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں تا کہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ نہ میں ان کو یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیش گوئی کرنے کے لیے بلاؤں گا۔

(۶) جہاں تک میرے احاطۂ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا دفعہ میں نے ۱،۲،۳،۴،۵،۶ میں اقرار کیا ہے۔

العبد۔۔۔۔مرزا غلام احمد بقلم خود

گواہ شد:۔خواجہ کمال الدین بی اے ایل، ایل بی۔

دستخط۔جے ایم ڈوئی......ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء۔

اسی مضمون کے اقرار نامہ پر مجھ سے بھی دستخط کرائے گئے ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ اس میں بجائے اس اقرار لینے کے کہ بٹالوی کو ط سے بطالوی نہ لکھا جائے گا یہ اقرار لیا گیا ہے کہ قادیانی کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جاوے گا میں اس اقرار نامہ کے مطابق عمل کروں گا۔اور اس پر دوستوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی اس پر کاربند رہیں۔

وازانجا کہ یہ فیصلہ میرے منشا اور اس تجویز موقوفی جنگ کے جس کی بابت میں دو دفعہ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد نمبر ۱۸ وغیرہ میں اعلان مشتہر کر چکا ہوں عین مطابق ہوا ہے لہذا میں آئندہ قادیانی سے کبھی کسی قسم کا مباحثہ کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس کی ضرورت دیکھتا ہوں اور جو اس سے پہلے پانچ چھ سال تک ہوتا رہا ہے اس کو کافی ووافی سمجھتا ہوں وہ بھی اپنی تحریر میں مجھے مخاطب نہ کرے۔

المشتہر ابوسعید محمد حسین............ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ من مقام بٹالہ ضلع گورداس پور۔(بحوالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۹ ص ۱۰۰ تا ۱۰۳)

دونوں سچے ہیں

اس اقرار نامے کے متعلق مولانا بٹالوی نے لکھا ہے کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوٹے ''کاف'' کے ساتھ کادیانی لکھتا تھا اور مرزا قادیانی مجھے (بٹالوی صاحب) کو لفظ ''ط'' کے ساتھ بطالوی لکھا کرتا تھا۔یہاں پر غور کریں تو دونوں دوست اپنے ان القابات میں سچے نظر آئیں گے۔ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتا تھا۔اسی لیے یہ دونوں دوست حسب حال ایک دوسرے کو مخاطب کرتے تھے۔مرزا غلام احمد قادیانی مولانا بٹالوی کو لفظ ''ط'' کے ساتھ اس لیے بطالوی لکھتا تھا کیوں کہ

مولانا بٹالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام باطل نظریات کی اپنے دلائل باطلہ سے تائید وتصدیق کی تھی اسی لیے بٹالوی صاحب لفظ ''ط'' کے ساتھ ''بطالوی'' اسم بامسمّٰی ہوئے۔اسی طرح مولانا بٹالوی مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوٹے ''کاف'' کے ساتھ کادیانی لکھتے تھے کیوں کہ مرزا قادیانی مکروفریب کا چلتا پھرتا گُرگا تھا اور مولانا بٹالوی بچپن کے رفیق ہونے کے ناتے اس کے ہر مکروفریب کو جانتے تھے چونکہ عربی میں ''کید'' کا مطلب مکروفریب ہے اس لیے مولانا بٹالوی اپنے دوست کو چھوٹے ''کاف'' کے ساتھ'' کادیانی'' یعنی مکروفریب کرنے والا لکھتے تھے۔اس اعتبار سے یہ دونوں دوست ایک دوسرے کو یہ القاب دینے میں سچے تھے۔

عدالتی معاہدہ کے بعد مرزا قادیانی اور بٹالوی کا مباحثہ

اس تحریری معاہدے کے بعد ان دونوں دوستوں نے ایک دوسرے کے خلاف نئی بحث چھیڑ دی۔دونوں نے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے اپنے طور یہ دعویٰ کیا کہ یہ فیصلہ میری مرضی کے مطابق ہوا ہے۔چنانچہ ہم اس میں پہلے مرزا قادیانی کا موقف پیش کرتے ہیں پھر اس کے بعد مولانا بٹالوی کا موقف پیش کیا جائے گا۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں یوں رقم طراز ہے:

منجملہ خدا تعالی کے ان نشانوں کے جو میری تائید میں ظہور میں آئے وہ پیشگوئی ہے جو میں نے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں کی تھی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے میرے ذلیل کرنے کی غرض سے تمام لوگوں میں مشہور کیا کہ یہ شخص مہدی معہود اور مسیح موعود سے منکر ہے۔اس لیے بے دین اور کافر اور دجال ہے۔بلکہ اسی غرض سے ایک استفتاء لکھا اور علماء ہندوستان اور پنجاب کی اس پر مہریں ثبت کرائیں تا عوام مسلمان مجھ کو کافر سمجھ لیں۔اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ شکایتیں پہنچائیں کہ یہ شخص گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ اور بغاوت کے خیالات رکھتا ہے۔اور عوام کے بیزار کرنے کے لیے یہ بھی جا بجا مشہور کیا کہ یہ شخص جاہل اور علم عربی سے بے بہرہ ہے۔اور ان تینوں قسم کے جھوٹ کے استعمال میں اس کی

غرض یہ تھی کہ تا عوام مسلمان مجھ پر بدظن ہو کر مجھے کافر خیال کریں اور ساتھ ہی یہ بھی یقین کر لیں کہ یہ شخص در حقیقت علم عربی سے بے بہرہ ہے اور نیز گورنمنٹ بدظن ہو کر مجھے باغی قرار دے یا اپنا بدخواہ تصور کرے۔ جب محمد حسین کی بداندیشی اس حد تک پہنچی کہ اپنی زبان سے بھی میری ذلت کی اور لوگوں کو بھی خلاف واقعہ تکفیر سے جوش دلایا اور گورنمنٹ کو بھی جھوٹی مخبریوں سے دھوکہ دینا چاہا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ وجوہ متذکرہ بالا کو عوام اور گورنمنٹ کے دل میں جما کر میری ذلت کرا دے۔ تب میں نے اس کی نسبت اور اس کے دو، دوستوں کی نسبت جو محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی ہیں وہ بدعا کی جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے۔ اور جیسا کہ اشتہار مذکور میں میں نے لکھا ہے کہ یہ الہام مجھ کو ہوا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَیَنَا لُھُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّھِمْ ضَرَبَ اللّٰہُ اَشَدّ مِنْ ضَرْبِ النَّاس۔ اِنَّمَا اَمْرُنَا اِذَا اَرَدْنَا شَیْئًا اَنْ نَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن۔ اَتَعْجَبُ لِاَ مْرِیْ اِنِّیْ مَعَ الْعُشَّاق۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰی۔ وَ یَعُضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ۔ وَ یَطْرَحُ بَیْنَ یَدِیْ۔ جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا وَ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔ مَا لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِم۔ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْن۔

''ترجمہ: اس الہام کا یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں عنقریب خدا تعالیٰ کا غضب ان پر وارد ہوگا۔ خدا کی مار انسان کی مار سے سخت ہے۔ ہمارا حکم تو اتنے میں ہی نافذ ہو جاتا ہے کہ جب ہم ایک چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس چیز کو کہتے ہیں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ کیا تو میرے حکم سے تعجب کرتا ہے۔ میں عاشقوں کے ساتھ ہوں میں ہی وہ رحمٰن ہوں جو بزرگی اور بلندی رکھتا ہے۔ اور ظالم اپنا ہاتھ کاٹے گا میرے آگے ڈال دیا جائے گا۔ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے اور ان کو ذلت پہنچے گی یعنی اسی قسم کی ذلت اور اسی مقدار کی ذلت جس کے پہنچانے کا انہوں نے ارادہ کیا ان کو پہنچ جائے گی۔ خلاصہ منشاء الہام یہ ہے۔ کہ وہ ذلت مثلی ہوگی کیونکہ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے کوئی ان کو بچانے والا نہیں پس صبر کر جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے

امر کو ظاہر کرے۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرنے والے ہیں۔''

یہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ نے محمد حسین اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت کی تھی اور اس میں ظاہر کیا تھا کہ اسی ذلت کے موافق ان کو ذلت پہنچ جائے گی جو انہوں نے پہنچائی تو یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ محمد حسین نے اس پیش گوئی کے بعد پوشیدہ طور پر ایک انگریزی فہرست اپنی ان کاروائیوں کی شائع کی جن میں گورنمنٹ کے مقاصد کی تائید ہے۔ اور اس فہرست میں یہ جتلانا چاہا کہ منجملہ میری خدمات کے ایک یہ بھی خدمت ہے کہ میں نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھا ہے کہ مہدی کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں' اور اس فہرست کو اس نے بڑی احتیاط سے پوشیدہ طور پر شائع کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ قوم کے روبروے اس فہرست کے برخلاف اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ اور اس دورنگی کے ظاہر ہونے سے وہ ڈرتا تھا کہ اپنی قوم مسلمانوں کے روبرو تو اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ ایسے مہدی کو بدل و جان مانتا ہے کہ جو دنیا میں آ کر لڑائیاں کرے گا اور ہر ایک قوم کے مقابل پر یہاں تک کہ عیسائیوں کے مقابل پر بھی تلوار اٹھائے گا۔ اور پھر اس فہرست انگریزی کے ذریعہ سے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرنا چاہا کہ وہ خونی مہدی کے متعلق تمام حدیثوں کو مجروح اور نا قابل اعتبار جانتا ہے۔

لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت سے وہ پوشیدہ کاروائی اس کی پکڑی گئی اور نہ صرف قوم کو اس سے اطلاع ہوئی بلکہ گورنمنٹ تک یہ بھی بات پہنچ گئی کہ اس نے اپنی تحریروں میں دونوں فریق گورنمنٹ اور رعایہ کو دھوکا دیا اور ہر ایک ادنیٰ عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ پردہ دری محمد حسین کی ذلت کا باعث تھی اور وہی انکار مہدی جس کی وجہ سے اس ملک کے نادان مولوی مجھے کافر اور دجّال کہتے تھے محمد حسین کے انگریزی رسالہ سے اس کی نسبت بھی ثابت ہو گیا۔ یعنی یہ کہ وہ بھی اپنے دل میں ایسی حدیثوں کو موضوع اور بے ہودہ اور لغو جانتا ہے۔ غرض یہ ایک ایسی ذلت تھی کہ یک دفعہ محمد حسین کو اپنی ہی تحریر کی وجہ سے پیش آ گئی۔ (تریاق القلوب ص ۲۹۵ تا ۲۹۹)

آگے چلیے!

پھر تیسرا پہلو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہ ہے کہ مسٹر جے۔ایم۔ڈوئی صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر وڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور نے اپنے حکم ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے۔کہ وہ آئندہ مجھے ''دجّال اور کافر اور کاذب'' نہیں کہے گا اور قادیان کو چھوٹے 'کاف' سے نہیں لکھے گا۔اور اس نے عدالت کے سامنے کھڑے ہوکر اقرار کیا کہ آئندہ وہ مجھے کسی مجلس میں کافر نہیں کہے گا اور نہ میرا نام دجّال رکھے گا۔اور نہ لوگوں میں مجھے جھوٹا و کاذب کر کے مشہور کرے گا۔اب دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے طیار کیا تھا۔

اگر وہ اس فتویٰ دینے میں راستی پر ہوتا تو اس کو حاکم کی روبروئے یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے۔اس لیے میں اس کو کافر کہتا ہوں۔اور دجّال بھی ہے اس لیے میں اس کا نام دجّال رکھتا ہوں۔اور یہ شخص واقعی جھوٹا ہے۔اس لیے میں اس کو جھوٹا کہتا ہوں۔

بالخصوص جس حالت میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا اور حکام کے سامنے اقرار کر دیا کہ میں آئندہ ان کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ انکا نام دجّال اور کاذب رکھوں گا۔پس سوچنے کے لائق ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔اگر اس عمارت کی تقویٰ پر بنیاد ہوتی تو ممکن تھا کہ محمد حسین اپنی قدیم عادت سے باز آجاتا۔

ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں۔مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا۔اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب

ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کا انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہوسکتا۔ ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا۔ اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق وصواب سے دور سمجھتا ہوں۔ جو ان سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔ میں بلا شبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی سے منحرف ہے۔ لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنالیوے۔ سو اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھ کو کافر کہا۔ میرے لیے فتویٰ طیار کیا۔

میں نے سبقت کر کے ان کے لیے کوئی فتویٰ طیار نہیں کیا۔ اور اس بات کا وہ خود اقرار کر سکتے ہیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہوں تو مجھ کو کافر بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ان پر یہی ہے کہ وہ خود کافر ہیں۔ سو میں ان کو کافر نہیں کہتا بلکہ وہ مجھ کو کافر کہہ کر خود فتویٰ نبوی کے نیچے آتے ہیں۔ سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔ ہاں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو کر ایک سچے ولی اللہ کے دشمن بن جاتے ہیں۔ ان سے نیک عملوں کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اور دن بدن ان کے دل کا نور کم ہوتا جاتا ہے۔

یہاں تک کہ ایک دن چراغ سحری کی طرح گل ہو جاتا ہے۔ سو یہ میرا عقیدہ اپنی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ غرض جس شخص نے ناحق جوش میں آکر مجھ کو کافر قرار دیا اور میرے لیے فتویٰ طیار کیا کہ یہ شخص کافر دجّال کذّاب ہے۔ اس نے خدا تعالیٰ کے حکم سے تو کچھ خوف نہ کیا وہ اہلِ قبلہ اور کلمہ گو کو کیوں کافر بناتا ہے اور ہزارہا بندگانِ خدا کو جو کتاب اللہ کے تابع اور شعارِ اسلام ظاہر کرتے ہیں کیوں دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے۔ لیکن مجسٹریٹ ضلع کی ایک دھمکی سے ہمیشہ

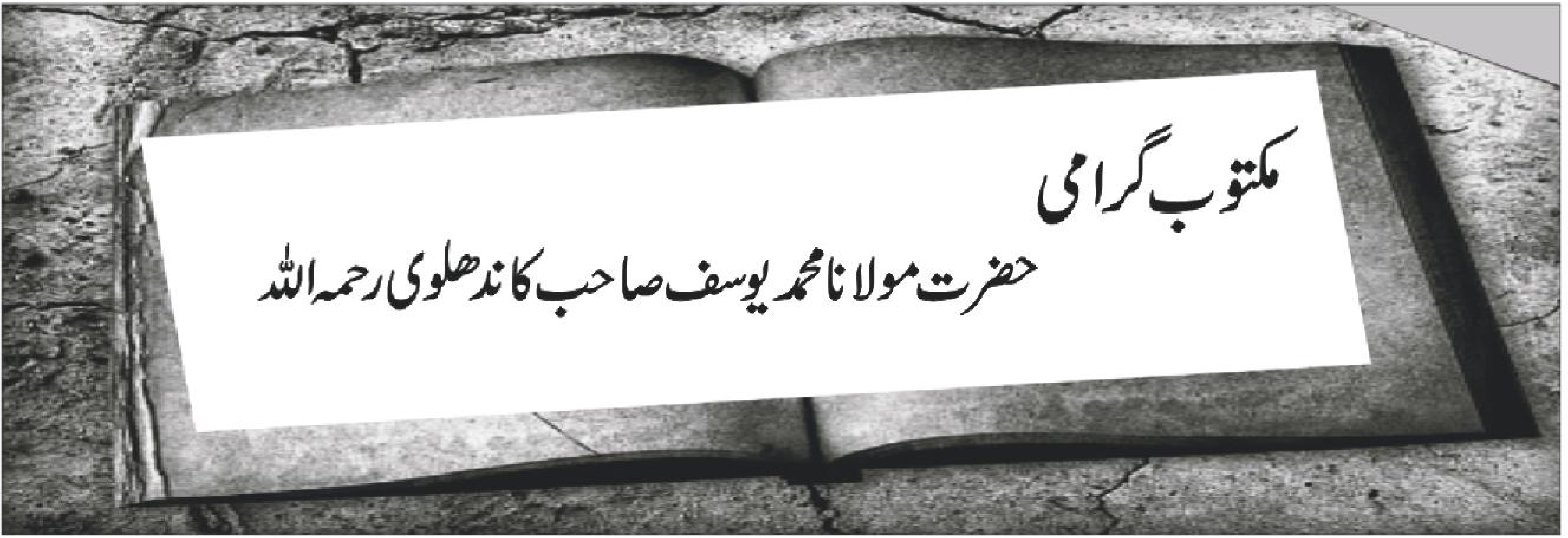
کے لیے یہ قبول کرلیا کہ میں آیندہ ان کو کافر اور دجاّل اور کذّاب نہیں کہوں گا۔ اور آپ ہی فتوی طیار کیا اور آپ ہی حکام کے خوف سے منسوخ کر دیا اور ساتھ ہی جعفر زٹلی وغیرہ کی قلمیں ٹوٹ گئیں۔ اور با ایں ہمہ رسوائی پھر محمد حسین نے اپنے دوستوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ فیصلہ میری منشاء کے موافق ہوا ہے۔ لیکن سوچ کر دیکھو کہ محمد حسین کا یہی منشاء تھا۔ کہ آیندہ مجھے کافر نہ کہے اور تکذیب نہ کرے۔ اور ان باتوں سے توبہ کر کے اپنا منہ بند کرلے۔ اور کیا جعفر زٹلی یہ چاہتا تھا کہ اپنی گندی تحریروں سے باز آجائے۔ پس اگر یہ وہی بات نہیں جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی پیش گوئی پوری ہوگئی اور خدا نے میرے ذلیل کرنے والے کو ذلیل کیا ہے تو اور کیا ہے۔

جس شخص نے اپنے رسالوں میں یہ عہد شائع کیا تھا کہ میں ایک شخص کو مرتے دم تک کافر اور دجاّل کہتا رہوں گا جب تک وہ میرا مذہب قبول نہ کرے۔ تو اس میں اس کی کیا عزت رہی جو اس عہد کو توڑ دیا۔ اور وہ جعفر زٹلی جو گندی گالیوں سے کسی طرح باز نہیں آتا تھا۔ اگر ذلت کی موت اس پر وارد نہیں ہوئی تو اب کیا نہیں گالیاں نکالتا۔ اور ابوالحسن تبّتی کہاں ہے اس کی زبان کیوں بند ہوگئی۔ کیا اس کے گندے ارادوں پر کوئی انقلاب نہیں آیا۔ پس یہی تو وہ ذلت ہے جو پیشگوئی کا منشاء تھا کہ ان سب کے منہ میں لگام دی گئی۔

(تریاق القلوب ص ۳۰۲ تا ص ۳۰۸)

کیونکہ یہ پیشگوئی تو ایسے زور شور سے پوری ہوگئی کہ عدالت کے کمرہ میں ہی لوگ بول اٹھے کہ آج خدا کا فرمودہ پورا ہوگیا۔ صدہا لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جب محمد حسین کو یہ فہمائش کی گئی کہ آیندہ گندی تحریریں شائع نہ کریں اور کافر اور دجاّل اور کاذب بھی نہ کہے تو مسٹر برون صاحب ہمارا وکیل بھی بے اختیار بول اٹھا کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ (تریاق القلوب ص ۳۱۰)

(مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس کے جواب میں کیا لکھا؟ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)



حضرت جی حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ، سابق امیر تبلیغ سابق سرپرست جامعہ ملیہ اسلامیہ، خانقاہ حضرت رائپوریؒ محلّہ خالصہ کالج فیصل آباد کا تفصیلی خط، جو انہوں نے اس جماعت کے نام تحریر فرمایا تھا، جو حرمین شریفین عمرہ اور زیارت کے لیے گئی تھی۔ اس خط میں حضرت جیؒ نے دعوت کے مقاصد، اصول لائحہ عمل اور خروج فی سبیل اللہ ک عام آداب بیان فرمائے ہیں۔

آپ کا یہ مکتوب ہر اس جماعت کے لیے مفید اور رہنمائی کا کام دیتا ہے جو اللہ کی راہ میں دعوت و تبلیغ کے لیے نکلتی ہے اور ہر اس شخص کی رہنمائی کرتا ہے، جو اس جماعت کے لائحہ عمل، مقاصد اور آداب پر مطلع ہونا چاہتا ہے۔

محترمین ومکرمین بندہ زادنا اللہ وایاکم جھداً وسعیاً فی سبیلہ والھمنا وایاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خداوند کریم سے امید ہے کہ آپ حضرات بعافیت ہوں گے' آپ حضرات کی دینی مساعی کی اطلاعات باعثِ مسرت اور باعثِ تقویت ہوتی ہیں، اللہ جل شانہ قبول فرماویں اور پوری ترکیب وترتیب کی سمجھ عطا فرماویں۔ آمین.

کامیابی اور ناکامی کا انحصار

اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے انسانوں کی تمام کامیابیوں کا دارومدار انسان کے اندرونی سرمایہ پر رکھا ہے' کامیابی اور ناکامی انسان کے اندر کے حال کا نام ہے' باہر کی چیزوں کے نقشے

کا نام کامیابی وناکامی نہیں' عزت وذلت آرام وتکلیف' سکون وپریشانی' صحت وبیماری' انسان کے اندر کے حالات کا نام ہے، ان کے ساتھ انسان کو ذلیل کر کے دکھادیں اور فقر کے نقشے میں عزت دے کر دکھادیں۔

انسان کے اندر کا سرمایہ اس کا یقین اور اس کے اعمال ہیں۔ انسان کے اندر کا یقین اور اندر سے نکلنے والے اعمال اگر ٹھیک ہوں گے تو اللہ جل شانہٗ اندر کامیابی کی حالت پیدا فرمادیں گے، خواہ چیزوں کا نقشہ کتنا ہی پست ہو۔

ایمان باللہ

اللہ جل شانہٗ' تمام کائنات کے ہر ذرے کے اور ہر فرد کے خالق' مالک ہیں' ہر چیز کو اپنی قدرت سے بنایا ہے، سب کچھ ان کے بنانے سے بنا ہے، وہ بنانے والے ہیں خود بنے نہیں اور جو خود بنا ہوا ہے اس سے کچھ بنتا نہیں۔ جو کچھ قدرت سے بنا ہے وہ قدرت کے ماتحت ہے' ہر چیز پر ان کا قبضہ ہے۔ وہ ہی ہر چیز کو استعمال فرماتے ہیں' وہ اپنی قدرت سے ان چیزوں کی شکلوں کو بھی بدل سکتے ہیں اور شکلوں کو قائم رکھ کر صفات کو بدل سکتے ہیں' لکڑی کو اژدھا بنا سکتے ہیں اور اژدھے کو لکڑی بنا سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر شکل پر خواہ ملک ہو یا مال کی' برق کی ہو یا بھاپ کی' ان کا ہی قبضہ ہے اور وہ ہی تصرف فرماتے ہیں۔ جہاں سے انسان کو تعمیر نظر آتی ہے وہاں سے تخریب لا کر دکھادیں اور جہاں سے تخریب نظر آتی ہے وہاں سے تعمیر لا کر دکھادیں اور سارے ساز وسامان میں پرورش بگاڑ دیں۔

ایمان بالرسالۃ

اللہ جل شانہٗ کی ذات علی سے تعلق پیدا ہو جائے اور ان کی قدرت سے براہ راست استفادہ ہو' اس کے لیے حضرت محمد ﷺ اللہ کی طرف سے طریقے لے کر آئے ہیں' جب ان کے طریقے زندگیوں میں آئیں گے تو اللہ جل شانہ ہر نقشے میں کامیابی دے کر دکھائیں گے۔

ایمان ویقین کا نتیجہ اور اس کی دعوت

''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں اپنے یقین اور اپنے جذبے اور اپنے طریقے کو بدلنے کا مطالبہ ہے' صرف یقین کی تبدیلی پر ہی اللہ پاک اس زمین وآسمان سے کئی گنا زیادہ بڑی جنت عطا فرمائیں گے' جن چیزوں میں سے یقین نکل کر اللہ کی ذات میں آئے گا' ان ساری چیزوں کو اللہ پاک

مسخر فرمادیں گے۔اس یقین کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے ایک تو اس یقین کی دعوت دینی ہے' اللہ کی بڑائی سمجھانی ہے' ان کی ربوبیت سمجھانی ہے' ان کی قدرت سمجھانی ہے' انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کے واقعات سنانے ہیں' خود تنہائیوں میں بیٹھ کر سوچنا ہے' دل میں اسی یقین کو اتارنا ہے' جس کی مجمع میں دعوت دی ہے' یہی بہتر حق ہے اور پھر رو رو کر دعا مانگنی ہے کہ: اے اللہ! اس یقین کی حقیقت سے نواز دے۔

نماز کا اہتمام اور اس کی دعوت

اللہ جل شانہ' کی قدرت سے براہِ راست فائدے حاصل کرنے کے لیے نماز کا عمل دیا گیا ہے۔سر سے لے کر پیر تک اللہ کی رضا والے مخصوص طریقے پر پابندیوں کے ساتھ اپنے کو استعمال کرو' آنکھوں کا' کانوں کا' ہاتھوں کا' زبان کا اور پیروں کا استعمال ٹھیک ہو۔ دل میں اللہ کا دھیان ہو' اللہ کا خوف ہو' یقین ہو کہ نماز میں اللہ کے حکم کے مطابق میرا ہر استعمال تکبیر و تسبیح' رکوع و سجدہ' ساری کائنات سے زیادہ انعامات دلانے والا ہے۔اسی یقین کے ساتھ نماز پڑھ کر ہاتھ پھیلا کر مانگا جائے تو اللہ جل شانہ' اپنی قدرت سے ہر ضرورت کو پورا کریں گے۔ایسی نماز پر اللہ پاک گناہوں کو معاف بھی فرمادیں گے۔رزق میں برکت بھی دیں گے' اطاعت کی توفیق بھی ملے گی' ایسی نماز سیکھنے کے لیے دوسروں کو خشوع وخضوع والی نماز کی ترغیب و دعوت دی جائے' اس پر آخرت اور دنیا کے نفعے سمجھائے جائیں۔ حضور ﷺ اور حضرات صحابہؓ کی نماز کو سنانا' خود اپنی نماز کو اچھا کرنے کی مشق کرنا۔اہتمام سے وضو کرنا' دھیان جمانا' قیام میں' قعدہ میں' رکوع میں' سجدے میں بھی دھیان کم از کم تین مرتبہ جمایا جائے کہ اللہ مجھے دیکھ رہے ہیں' نماز کے بعد سوچا جائے کہ اللہ کی شان کے مطابق نماز نہ ہوئی۔اس پر رونا اور کہنا کہ: اے اللہ! ہماری نماز میں حقیقت پیدا فرما۔

علم اور ذکر

علم سے مراد یہ ہے کہ ہم میں تحقیق کا جذبہ پیدا ہو جائے۔میرے اللہ مجھ سے اس حال میں کیا چاہتے ہیں اور پھر اللہ کے دھیان کے ساتھ اپنے آپ کو اس عمل میں لگا دینا' یہ ذکر ہے۔ جو آدمی دین سیکھنے کے لیے سفر کرتا ہے' اس کا یہ سفر عبادت میں لکھا جاتا ہے۔اس مقصد کے لیے چلنے والوں کے پیروں کے نیچے ستر ہزار فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں' زمین و آسمان کی ساری مخلوق ان کے لیے دعائے

مغفرت کرتی ہے شیطان پر ایک عالم' ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ دوسروں میں علم کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے' فضائل سنائے جائیں' خود تعلیم کے حلقوں میں بیٹھا جائے،

علماء کی خدمت میں حاضری دی جائے' اس کو بھی عبادت یقین کیا جائے اور رو رو کر مانگا جائے کہ اللہ جل شانہ' علم کی حقیقت عطا فرما دیں۔

ہر عمل میں اللہ جل شانہ' کا دھیان پیدا کرنے کے لیے اللہ کا ذکر ہے' جو آدمی اللہ جل شانہ' کو یاد کرتا ہے' اللہ جل شانہ' اس کو یاد فرماتے ہیں۔ جب تک آدمی کے ہونٹ اللہ کے ذکر میں ملتے رہتے ہیں' اللہ جل شانہ' اس کے ساتھ ہوتے ہیں' اللہ پاک اپنی محبت و معرفت عطا فرماتے ہیں' اللہ کا ذکر' شیطان سے حفاظت کا قلعہ ہے۔ خود اللہ جل شانہ' کا دھیان پیدا کرنے کے لیے دوسروں کو اللہ کے ذکر پر آمادہ کرنا' ترغیب دینا' خود دھیان جما کر کہ میرے اللہ مجھے دیکھ رہے ہیں ذکر کرنا اور رو رو کر دعا مانگنا کہ: اے اللہ! مجھے ذکر کی حقیقت عطا فرما۔

اکرامِ مسلم

ہر مسلمان کا بحیثیت رسول اللہ ﷺ کا امتی ہونے کے اکرام بھی کرنا ہے' ہر امتی کے آگے بچھ جانا' ہر شخص کے آگے بچھ جانا۔ ہر شخص کے حقوق کو ادا کرنا اور اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرنا۔ جو آدمی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا' اللہ جل شانہ' اس کو رفعت و بلندی عطا فرمائیں گے' اس کے لیے دوسروں میں ترغیب کے ذریعہ اکرام مسلم کا شوق پیدا کرنا ہے' مسلمان کی قیمت بتانی ہے' حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے اخلاق' ہمدردی اور ایثار کے واقعات سنانے ہیں' خود اس کی مشق کرنی ہے اور رو رو کر اللہ جل شانہ' حضور ﷺ کے اخلاق کی توفیق مانگنی ہے۔

حسن نیت

ہر عمل میں اللہ جل شانہ' کی رضا کا جذبہ ہو' کسی عمل سے دنیا کی طلب یا اپنی حیثیت بتانا مقصود نہ ہو' اللہ کی رضا کے جذبہ سے تھوڑا سا عمل بھی بہت انعامات دلوائے گا اور اس کے بغیر' بہت بڑے بڑے عمل بھی گرفت کا سبب بنیں گے' اپنی نیت کو درست کرنے کے لیے دوسروں میں دعوت کے ذریعے تصحیح نیت کا فکر و شوق پیدا کیا جائے۔ اپنے آپ پر عمل سے پہلے اور ہر عمل کے دوران' نیت کو درست کرنے کی مشق کی جائے۔ میں اللہ کو راضی کرنے کے لیے یہ عمل کر رہا ہوں اور عمل کی تکمیل پر اپنی

نیت کو ناقص قرار دے کر توبہ واستغفار کیا جائے اور رو رو کر اللہ جل شانہٗ سے اخلاص مانگا جائے۔

اللہ کے راستے کی محنت اور دعا

آج امت میں کسی حد تک انفرادی اعمال کا رواج ہے' گو ان کی حقیقت نکلی ہوئی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت کے طفیل پوری امت کو دعوت والی محنت ملی تھی' اس کے بندوں کا تعلق اللہ جل شانہٗ سے قائم ہو جائے' اس کے لیے انبیاء علیہم السلام والے طرز پر اپنی جان و مال کو جھونک دینا اور جن میں محنت کر رہے ہیں ان سے کسی چیز کا طالب نہ بننا، اس کے لیے ہجرت بھی کرنا اور نصرت بھی کرنا۔ جو زمین والوں پر رحم کرتا ہے آسمان والا اس پر رحم کرتا ہے' جو دوسروں کا تعلق اللہ جل شانہٗ سے جوڑنے کے لیے ایمان و عمل صالح کی محنت کریں گے' اللہ جل شانہٗ' ان کو سب سے پہلے ایمان و عمل صالح کی حقیقتوں سے نواز کر اپنا تعلق عطا فرمائیں گے۔ اس راستے میں ایک صبح یا ایک شام کا نکلنا پوری دنیا اور جو کچھ اسمیں ہے (باعتبار مال کے بھی اور باعتبار چیزوں کے بھی) اس سب سے بہتر ہے۔ اس میں ہر مال کے خرچ اور اللہ کا ہر ذکر و تسبیح اور ہر نماز کا ثواب ساٹھ لاکھ گنا ہو جاتا ہے۔ اس راستے میں محنت کرنے والوں کی دعائیں بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کی طرح قبول ہوتی ہیں' یعنی جس طرح ان کی دعاؤں پر اللہ جل شانہٗ' نے ظواہر کے خلاف اپنی قدرت کو استعمال فرما کر ان کو کامیاب فرمایا اور باطل خاکوں کو توڑ دیا۔ اسی طرح اس محنت کے کرنے والوں کی دعاؤں پر اللہ جل شانہٗ' ظواہر کے خلاف اپنی قدرت کے مظاہرے فرمائیں گے اور اگر عالمی بنیاد پر محنت کی گئی تو تمام اہل عالم کے قلوب میں ان کی محنت کے اثر سے تبدیلیاں لائیں گے۔ دین کے دوسرے اعمال کی طرح ہمیں یہ محنت بھی کرنی نہیں آتی' دوسروں کو اس محنت کے لیے آمادہ کرنا ہے' اس کی اہمیت اور قیمت بتانی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کے واقعات سنانے ہیں' خود اپنے آپ کو قربانی کی شکلوں اور ہجرت و نصرت والے اعمال میں لگانا ہے۔

صحابہ کرامؓ ہر حال میں اللہ راہ میں نکلے ہیں' نکاح کے وقت اور رخصتی کے وقت گھر میں ولادت کے موقع پر اور وفات کے موقع پر' سردی میں' گرمی میں' بھوک میں' فاقے میں' صحت میں' بیماری میں' ضعف میں' جوانی اور بڑھاپے میں بھی نکلے ہیں اور رو رو کر اللہ جل شانہٗ' سے مانگنا ہے کہ ہمیں اس عالی محنت کے لیے قبول فرمائے۔

مسجدوں میں کرنے کے کام

ان چیزوں سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے ہر شخص سے خواہ کسی شعبے سے متعلق ہو چار ماہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اپنے مشاغل ساز و سامان اور گھر بار سے نکل کر ان چیزوں کی دعوت دیتے ہوئے اور خود مشق کرتے ہوئے ملک بہ ملک، اقلیم بہ اقلیم، قوم بہ قوم، قریہ بہ قریہ پھریں گے، حضور اقدس ﷺ نے ہر امتی کو مسجد والا بنایا تھا، مسجد کے کچھ مخصوص اعمال دیے تھے، ان اعمال سے مسلمانوں کا زندگی میں امتیاز تھا، مسجد میں اللہ بڑائی کی، ایمان کی اور آخرت کی باتیں ہوتی تھیں، اعمال سے زندگی بننے کی باتیں ہوتی تھیں، عملوں کے ٹھیک کرنے کے لیے تعلیمیں ہوتی تھیں۔ ایمان و عمل صالح کی دعوت کے لیے ملکوں اور علاقوں میں جانے کی تشکیلیں بھی مسجد سے ہی ہوتی تھیں۔ اللہ کے ذکر کی مجلسیں مسجدوں میں ہوتی تھیں۔ یہاں تعاون، ایثار اور ہمدردیوں کے اعمال ہوتے تھے۔ ہر شخص، حاکم، محکوم، مالدار، غریب، تاجر، زارع، مزدور مسجد میں آ کر زندگی سیکھتا تھا اور باہر جا کر اپنے اپنے شعبے میں مسجد والے تأثر سے چلتا تھا۔ آج ہم دھوکے میں پڑ گئے کہ ہمارے پیسے سے مسجد چلتی ہے، مسجدیں اعمال سے خالی ہو گئیں اور چیزوں سے بھر گئیں۔ حضور ﷺ نے مسجد کو بازار والوں کے تابع نہیں کیا۔ حضور ﷺ کی مسجد میں نہ بجلی تھی نہ پانی تھا، نہ غسل خانے تھے، خرچ کی کوئی شکل نہ تھی، مسجد میں آ کر داعی بنتا تھا، معلم اور متعلم بنتا تھا، ذاکر بنتا تھا، نمازی بنتا تھا، مطیع بنتا تھا، متقی زاہد بنتا تھا، خلیق بنتا تھا، باہر جا کر ٹھیک زندگی گزارتا تھا مسجد بازار والوں کا چلاتی تھی، ان چار ماہ میں ہر جگہ جا کر مسجدوں میں ہر امتی کو لانے کوشش کریں، مسجد والے اعمال کو سیکھتے ہوئے دوسروں کو یہ محنت سیکھنے کے لیے تین چلوں کے واسطے آمادہ کریں۔

مقامی گشت و اجتماع

واپس اپنے مقام پر آ کر اپنی بستی کی مسجد میں ان اعمال کو زندہ کرنا ہے، ہفتہ میں دو مرتبہ گشت کے ذریعہ بستی والوں کو جمع کر کے انہی چیزوں کی طرف متوجہ کرنا اور مشق کے لیے فی گھر ایک نفر، تین چلوں کے لیے باہر نکلنا ہے۔ ایک گشت اپنی مسجد کے ماحول میں اور دوسرا گشت دوسری مسجد کے ماحول میں کریں۔ ہر مسجد میں مقامی جماعت بھی بنائیں۔ ہر مسجد کے احباب روزانہ فضائل کی تعلیم کریں۔

ہر مہینہ سہ روزہ کی جماعت

اپنے شہر یا بستی ک قریب دیہات میں کام کی فضا بنے، اس کے ہے ہر مسجد سے تین یوم کے

لیے جماعتیں پانچ کوس کے علاقے میں جائیں' ہر دوست مہینے میں تین یوم پابندی سے لگائے۔'' الحسنۃ بعشر امثالھا'' کے مصداق تین دن پر حکماً تیس دن کا ثواب ملے گا' پورے سال ہر مہینے تین دن لگائے تو سارا سال اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔

اندرون ملک کے تقاضے پورے ہوتے رہیں اور اپنی مشق قائم رہے اور جاری رہے۔

چلہ اور تین چلے لگانا اور ان کی دعوت دینا

ہر سال اہتمام سے چلہ لگایا جائے' عمر میں کم از کم تین چلے' سال میں چلہ' مہینے میں تین یوم' ہفتہ میں دو گشت' روزانہ تعلیم' تسبیحات' تلاوت یہ کم سے کم نصاب ہے کہ ہماری زندگی دین کے صحیح رخ پر آنے اور باطل کے ٹوٹنے کا' تو اس کے لیے اس نصاب سے بھی آگے بڑھنا ہوگا' ہمارے وقت اور ہماری آمدنی کا نصف اللہ کی راہ میں لگے اور نصف کاروبار اور گھر کے مسائل میں یا کم از کم یہ کہ ایک تہائی وقت و آمدنی اللہ کی راہ میں اور دو تہائی اپنے مشاغل میں۔ یعنی ہر سال چار ماہ کی ترتیب بٹھائی جائے۔

آپ حضرات عمر میں کم از کم تین چلوں کی دعوت خوب جم کر دیں' اس میں بالکل نہ گھبرائیں' اس کے بغیر زندگیوں کے رخ نہ بدلیں گے۔ جن احباب نے خود ابھی تین چلے نہ دیے ہوں وہ بھی اس نیت سے خوب جم کر دعوت دیں کہ اللہ جل شانہٗ اس کے لیے ہمیں قبول فرمالے۔

گشت اور اس کی اہمیت

گشت کا عمل اس کام میں ریڑھ کی ہڈی کی سی اہمیت رکھتا ہے، اگر یہ عمل صحیح ہوگا تو قبول ہوگا۔ دعوت قبول ہوگی' دعا قبول ہوگی' ہدایت آئے گی اور گشت قبول نہ ہوا تو دعوت قبول نہ ہوگی' دعوت قبول نہ ہوگی' دعا قبول نہ ہوئی' ہدایت نہیں آئے گی۔

گشت کا موضوع اور دعوت

گشت کا موضوع یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ہماری دنیا اور آخرت کے مسائل کا حل حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر زندگی گزارنے میں رکھا ہے۔ ان کے طریقے ہماری زندگیوں میں آجائیں۔ اس کے لیے محنت کی ضرورت ہے۔ اس محنت پر بستی والوں کو آمادہ کرنے کے لیے گشت کے لیے مسجد میں جمع کرنا ہے۔ نماز کے بعد اعلان کر کے لوگوں کو روکا جائے۔ اعلان بستی کا کوئی با اثر آدمی یا امام

صاحب کریں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ وہ ہم کو کہیں تو ہمارے ساتھی کر دیں۔

گشت کے آداب کا بیان

پھر گشت کی اہمیت ضرورت اور قیمت بتائی جائے' اس کے لیے آمادہ کیا جائے۔ جو تیار ہوں ان کو اچھی طرح آداب سمجھائیں' اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چلنا ہے' نگاہیں نیچی ہوں' ہمارے تمام مسائل کا تعلق اللہ جل شانہٗ کی ذات سے ہے' ان بازاروں میں پھیلی ہوئی چیزوں سے کسی مسئلے کا تعلق نہیں' چیزوں پر نگاہ نہ پڑے' دھیان نہ جائے' اگر نگاہ پڑ جائے تو مٹی کے ڈلے معلوم ہوں۔ ہمارا دل اگر ان چیزوں کی طرف پھر گیا تو پھر ہم جن کے پاس جا رہے ہیں ان کا دل ان چیزوں سے اللہ کی طرف کیسے پھرے گا۔ قبر کا داخلہ سامنے ہو' اسی زمین کے نیچے جانا ہے' مل جل کر چلیں' ایک آدمی بات کرے۔ کامیاب وہ بات کرنے والا ہے مختصر بات کر کے آدمی کو مسجد میں بھیج دے۔

بھائی! ہم مسلمان نہیں' ہم نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ اللہ پالنے والے ہیں۔ نفع ونقصان' عزت وذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم اللہ کے حکم پر حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر زندگی گزاریں گے' اللہ راضی ہو کر ہماری زندگی بنا دیں گے' ہم سب کی زندگی اللہ جل شانہٗ کے حکم کے مطابق حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر آجائے' اس کے لیے بھائی مسجد میں کچھ فکر کی بات ہو رہی ہے۔ نماز پڑھ چکے ہوں تو بھی اٹھا کر مسجد میں بھیج دیں' ضرورت ہو تو آگے نماز کو بھی مسجد میں فوری جانے کا عنوان بنالیں۔

اللہ کا سب سے بڑا حکم نماز ہے' نماز پڑھیں گے' اللہ روزی میں برکت دے گا' گناہوں کو معاف فرمادیں گے' دعاؤں کو قبول فرمالیں گے' بشارتیں سنائی جائیں' وعیدیں نہیں۔ نماز کا وقت جا رہا ہے' مسجد میں چلیئے' امیر کی اطاعت کرنی ہے' واپسی میں استغفار کرتے ہوئے آنا ہے۔

گشت کا طریقہ

اب آداب کا مذاکرہ کرنے کے بعد دعا مانگ کر چل دیں' گشت میں دس آدمی جائیں' مسجد کے قریب مکانات پر گشت کرلیں' مکانات نہ ہوں تو بازار میں گشت کرلیں' جماعت میں زیادہ آدمی ایسے ہوں جو گشت میں اصولوں کی پابندی کرلیں' مسجد میں دو تین آدمی چھوڑ دیں' نئے آدمی زیادہ تیار ہو جائیں تو ان کو بھی سمجھا کر مسجد میں مشغول کر دیں' نئے آدمی تین چار ساتھ ہوں' مسجد میں ایک ساتھی

اللہ جل شانہٗ کی طرف متوجہ ہوکر ذکر ودعا میں مشغول رہے۔ ایک آنے والوں کا استقبال کرے۔ ضرورت ہوتو وضو کروا کر نماز پڑھوادے اور ایک ساتھی آنے والوں کو نماز تک مشغول رکھے۔ اپنی زندگی کا مقصد سمجھائے، پونے گھنٹے گشت ہو۔ نماز سے سات آٹھ منٹ پہلے گشت ختم کردیں، سب تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز میں شریک ہوں۔

اجتماع میں دعوت

جس ساتھی کے بارے میں مشورہ ہوجائے وہ دعوت دے، یہ سمجھائے کہ اللہ جل شانہٗ کی ذات عالی سے تعلق قائم ہوا تو دنیا اور آکرت میں کیا نفع ہوگا اور اگر اللہ جل شانہٗ کی ذات عالی سے تعلق قائم نہ ہوا تو دنیا وآخرت میں کیا نقصان ہوگا، جیسے اس خط کے شروع میں چھ نمبروں کا تذکرہ کیا ہے، اس طرز پر ہر نمبر کا مقصد اس کا نفع اور قیمت اور حاصل کرنے کا طریقہ بتایا جائے، سادہ انداز میں بیان ہو، اس سے انشاء اللہ مجمع کی سمجھ میں کام آئے گا اور اس کی ضرورت بھی محسوس کرے گا اور سمجھے گا کہ ہم بھی سیکھ سکتے ہیں، ہمارے ساتھی بھی دعوت میں اہتمام سے جم کر بیٹھیں، متوجہ ہوکر اور محتاج بن کر سنیں، جو بات کہہ رہا ہے، ہم اپنے دل میں کہیں کہ ''حق ہے'' اس سے دل میں ایمان کی لہریں اٹھیں گی اور عمل کا جذبہ بنے گا۔ تین چلوں کی بات جم کر کی جائے، نقد نام لیے جائیں، اس کے بعد چلوں کے لیے وقت لکھوائے جائیں اور پھر جو جس وقت کے لیے تیار ہوجائے اس کو قبول کرلیا جائے۔

مطالبہ اور تشکیل

مطالبہ اور تشکیل کے وقت محنت ساری دعوت کا مغز بنتی ہے، اگر مطالبوں پر جم کر محنت نہ ہوئی تو پھر کام کی باتیں رہ جائیں گی اور قربانی وجود میں نہ آئے گی تو کام کی جان نکل جائے گی، دعوت دینے والا ہی مطالبہ کرے، ایک آدمی کھڑے ہوکر نام لکھے، نام لکھنے والا مستقل تقریر شروع نہ کرے، ایک دو جملے ترغیبی کہہ سکتا ہے، پھر آپس میں ایک دوسرے کا آمادہ کرنے کو کہا جائے۔

فکر کے ساتھ اپنے قریب بیٹھنے والوں کو تیار کریں، اعذار کا دل جوئی اور ترغیب کے ساتھ حل بتائیں، نبیوں اور صحابہؓ کی قربانیوں کے قصوں کی طرف اشارے کریں اور پھر آمادہ کریں، آخر میں مقامی جماعت بنا کر ان کے ہفتے کے دو گشت روزانہ تعلیم، تسبیحات، مہینے کے تین یوم وغیرہ کا نظم طے کرائیں۔

دعوت کا انداز

دعوت میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ اللہ جل شانہٗ نے جو مدد یں فرمائیں ہیں وہ تو بیان کی جائیں اور جو ہمارے ساتھ مدد یں ہوئیں ان کو بیان نہ کیا جائے۔ دعوت میں فضائے حاضرہ کی باتیں نہ کی جائیں۔ امت میں جو ایمانی، عملی، اخلاقی کمزوریاں آچکی ہیں، ان کے تذکرے سے بہتر ہے کہ اصلی خوبیوں کی یعنی جو بات پیدا ہونی چاہیے اس کی طرف متوجہ کریں۔

تعلیم

تعلیم میں دھیان، عظمت، محبت، ادب اور توجہ کے ساتھ بیٹھنے کی مشق جائے، سہارا نہ لگایا جائے۔ باتیں نہ کی جائیں، اگر اس طرح بیٹھیں گے تو فرشتے اس مجلس کو ڈھانک لیں گے، اہل مسجد میں طاعت کا مادہ پیدا ہوگا۔ عظمت کی مشق سے حدیث پاک کا وہ نور دل میں آئے گا جس پر عمل کی ہدایت ملتی ہے۔ بیٹھتے ہی آداب اور مقصد کی طرف متوجہ کیا جائے، مقصد یہ ہے کہ ہمارے اندر دین کی طلب پیدا ہو جائے، فضائل قرآن مجید پڑھ کر تھوڑی دیر کلام پاک کی ان سورتوں کی تجوید کی مشق کی جائے جو عموماً نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں، التحیات، دعائے قنوت وغیرہ کا مذاکرہ تصحیح اجتماعی تعلیم میں نہ ہو، انفرادی سیکھنے سکھانے میں ان کی تصحیح کریں، اللہ پاک توفیق دیں تو ہر کتاب میں سے تین چار صفحے پڑھے جائیں۔ تعلیم میں اپنی طرف سے تقریر نہ ہو، حدیث شریف پڑھنے کے بعد دو تین جملے ایسے کہہ دیے جائیں کہ اس عمل کا جذبہ وشوق ابھر آئے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی تالیف فرمودہ، فضائل قرآن مجید، فضائل نماز، فضائل تبلیغ، فضائل ذکر، فضائل صدقات، حصہ اول و دوم، فضائل رمضان، فضائل حج (ایام حج و رمضان میں) اور مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی دام مجدہ کی ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' صرف یہ کتابیں ہیں جن کو اجتماعی تعلیم پڑھنا اور سننا ہے اور تنہائیوں میں بیٹھ کر بھی ان کو پڑھنا ہے۔ کتابوں کے بعد چھ نمبروں کا مذاکرہ ہو۔ ساتھیوں سے نمبر بیان کرائے جائیں۔ جب تعلیم شروع کی جائے تو اپنے میں سے دو ساتھیوں کو تعلیم کے گشت کے لیے بھیج دیا جائے۔ ۱۵۔۲۰ منٹ بعد وہ ساتھی آجائیں تو دوسرے ساتھی چلے جائیں۔ اس طرح بستی والوں کو تعلیم میں شریک کرنے کی کوشش ہوتی رہے۔ باہر نکلنے کے زمانے میں روزانہ صبح اور بعد ظہر دونوں وقت تعلیم دو تین گھنٹے کی جائے اور اپنے مقام پر روزانہ اسی ترتیب سے ایک گھنٹے تعلیم ہو یا ابتداءً

جتنی دیر احباب جڑ سکیں۔

مشورہ

کام کے تقاضوں کو سوچنے‘ ان کی ترتیب قائم کرنے‘ ان تقاضوں کو پورا کرنے کی شکلیں بنانے میں اور جو احباب اوقات فارغ کریں ان کی مناسب تشکیل میں اور جو مسائل ہوں ان کے لیے احباب کو مشورہ میں جوڑا جائے‘ اللہ جل شانہٗ کے دھیان اور فکر کے ساتھ دعائیں مانگ کر مشورہ میں بیٹھیں۔ مشورے میں اپنی رائے پر اصرار اور عمل کرانے کا جذبہ نہ ہو‘ اس سے اللہ کی مدد یں ہٹ جاتی ہیں۔ جب رائے طلب کی جائے امانت سمجھ کر جو بات اپنے دل میں ہو کہہ دی جائے۔ رائے رکھنے میں نرمی ہو‘ کسی ساتھی کی رائے سے تقابل کا طرز نہ ہو۔ میری رائے میں میرے نفس کے شرور شامل ہیں‘ یہ دل کے اندر خیال ہو‘ اگر فیصلہ کسی دوسرے کی رائے پر ہو گیا تو اس کی خوشی ہو کہ میرے شرور سے حفاظت ہو گئی اور اگر اپنی رائے پر فیصلہ ہو جائے تو خوف اور زیادہ دعائیں مانگی جائیں۔ ہمارے ہاں فیصلے کی بنیاد کثرت رائے نہیں ہے اور ہر معاملہ میں ہر ایک سے رائے لینا بھی ضروری نہیں ہے۔ دل جوئی سب کی ضروری ہے۔ امیر کو اس بات کا یقین ہو کہ ان احباب کی فکر اور مل کر بیٹھنے کی برکت سے اللہ جل شانہٗ صحیح بات کھول دیں گے۔ امیر اپنے آپ کو مشورے کا محتاج سمجھے۔ رائے لینے کے بعد غور وفکر سے جو مناسب سمجھ میں آتا ہو وہ کہہ دے‘ بات اس طرح رکھے کہ کسی کی رائے کا استخفاف نہ ہو‘ اگر طبیعتیں مختلف ہوں تو اس بات پر شوق ورغبت کے ساتھ آمادہ کر لے اور ساتھی امیر کی بات پر ایسے شوق سے چلیں کہ جیسے ان کی ہی رائے طے پائی ہے‘ اسی میں تربیت ہے‘ اگر اس کے بعد عملاً ایسی شکل نظر آئے کہ ہماری رائے ہی زیادہ مناسب تھی پھر بھی ہرگز طعنہ نہ دیا جائے یا اشارۃً کنایۃً بھی نہ کیا جائے۔ اس میں خیر کا یقین کیا جائے۔ جو امیروں کو طعنہ دے‘ اس کے لیے سخت وعید آئی ہے۔

ہفتہ واری اجتماع

جب محلوں کی مساجد میں ہفتوں کے دو گشتوں کے ذریعے فی گھر ایک آدمی تین چلے کے لیے نکلنے کی آواز لگ رہی ہو گی‘ نکال لینے کی کوششیں ہو رہی ہوں گی تو شب جمعہ کا اجتماع صحیح نہج پر ہو گا اور کام کے بڑھنے کی صورتیں بنیں گی۔ جمعرات کو عصر کے وقت سے محلوں کی مساجد کے احباب اپنی اپنی جماعتوں کی صورت میں بستر اور کھانا ساتھ لے کر اجتماع کی جگہ پر پہنچیں‘ مشورے سے ایسے

احباب سے عموماً دعوت دلوائی جائے جو محنت کے میدان میں ہوں اور جن کی طبیعت پر کام کے تقاضے غالب ہوں، بہت ہی فکر و اہتمام سے تشکیلیں کی جائیں، اگر اوقات وصول نہ ہوں تو رات کو بھی محنت کی جائے۔ رو رو کر مانگا جائے۔ صبح کو جماعتوں کی تشکیل کر کے ہدایات دے کر روانہ کیا جائے۔ تین دن کی محلوں سے تیار ہو کر آئی ہوئی جماعتیں عموماً سات آٹھ میل تک بھیجی جائیں۔ ہر شب جمعہ سے تین چلوں اور چلوں کی جماعتوں کے نکلنے کا رخ پڑنا چاہیے، اگر شب جمعہ میں خدانخواستہ سب تقاضے پورے نہ ہو سکے تو سارے ہفتے اپنے محلوں میں، پھر اس کے لیے کوشش کی جائے اور آئندہ شب جمعہ میں محلوں سے تقاضوں کے لیے لوگوں کو تیار کر کے لایا جائے۔

کام کی نزاکت اور اس کا علاج

بھائی دوستو! یہ کام بہت نازک ہے، حضور اقدس ﷺ نے ایک محنت فرمائی، اس محنت سے سارے انسانوں کی ساری زندگی کے کمانے، کھانے، شادی بیاہ میل ملاقات اور عبادات، معاملات وغیرہ کے طریقوں میں مکمل تبدیلیاں آئیں تو آپ نے خود اس محنت کے کتنے طریقے بتلائے ہوں گے، ہمیں ابھی یہ کام کرنا نہیں آتا اور نہ ابھی حقیقی کام شروع ہوا ہے۔

کام اس دن شروع ہوگا جب ایمان و یقین، اللہ کی محبت، اللہ کے دھیان، آخرت کی فکر، اللہ کے خوف و خشیت، زہد و تقویٰ سے بھرے ہوئے لوگ حضور ﷺ کے عالی اخلاق سے مزین ہو کر اللہ کی رضا کے جذبے سے مخمور ہو کر اللہ کی راہ میں جان دینے کے شوق سے کھنچے کھنچے پھریں گے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

''اللہ رحم کرے حضرت خالدؓ پر اس کے دل کی تمنا صرف یہ تھی کہ حق اور حق والے چمک جائیں اور باطل اور باطل والے مٹ جائیں اور کوئی تمنا ہی نہ تھی''۔

ابھی جو ہم کو کام کی برکتیں نظر آ رہی ہیں، وہ کام شروع ہونے سے پہلے کی برکتیں ہیں۔ جیسے حضور اقدس ﷺ کی ولادت کے وقت سے ہی برکتوں کا ظہور شروع ہوا تھا، لیکن اصل کام اور اصل برکتیں چالیس سال بعد شروع ہوئیں۔

ابھی تو اس کے لیے محنت ہو رہی ہے کہ کام کرنے والے تیار ہو جائیں۔ اللہ جل شانہٗ کام ان سے لیں گے اور ہدایت پھیلنے کا ذریعہ ان کو بنائیں گے جن کی زندگی اپنی دعوت کے مطابق بدلے

گی، جن کی زندگیوں میں تبدیلی نہ آئے گی، اللہ جل شانہ ان سے اپنے دین کا کام نہ لیں گے" یہ نبیوں والا کام ہے۔

اصول اور صحت

اس کام میں اگر اپنے آپ کو اصول سیکھنے کا محتاج نہ سمجھا گیا اور اصولوں کے مطابق کام نہ ہوا تو سخت فتنوں کا خطرہ ہے، حضور اکرم ﷺ جب باہر ملکوں میں کام شروع کرنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے تمام صحابہ کرامؓ کو تین دن تک ترغیب دی اور پھر فرمایا کہ: جس طرز پر یہاں کام ہو بالکل اسی طرز پر باہر جا کر بھی کام کرنا ہے۔ اس کام کی نوعیت یہی ہے۔ مقام، زبان، معاشرت اور موسم وغیرہ کے اعتبار سے اس کام کے اصول نہیں بدلتے، اس کام کی نہج اور اصولوں کو سیکھنے اور ان پر قائم رہنے کے لیے اس فضاء میں آنا اور بار بار آتے رہنا انتہائی ضروری ہے

جہاں حضرتؒ (مولانا محمد الیاسؒ) نے جان کھپائی تھی اور ان کے ساتھ اختلاط بھی بہت ضروری ہے جو اس جدوجہد میں حضرتؒ کے ساتھ تھے اور جب سے اب تک اس فضا میں اور کام میں مسلسل لگے ہوئے ہیں، اس کے بغیر کام کا اپنے نہج اور اصولوں پر قائم رہنا بظاہر ممکن نہیں، اس لیے اپنے کام کرنے والے احباب کو ایسی فضا میں اہتمام سے نوبت بہ نوبت بھیجتے رہیں۔

نقشوں کے بجائے مجاہدہ

تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں کسی نہ کسی نقشے کے مقابلہ پر آئے اور بتایا کہ کامیابی کا اس نقشے سے بالکل تعلق نہیں ہے۔ کامیابی کا تعلق براہِ راست اللہ جل شانہ کی ذات عالی سے ہے۔ اگر عمل ٹھیک ہوں گے۔ اللہ جل شانہ چھوٹے نقشے میں بھی کامیاب کر دیں گے اور اگر عمل خراب ہوں گے اللہ جل شانہ بڑے سے بڑے نقشے کو توڑ کر نا کام کر کے دکھائیں گے۔

کامیاب ہونے کے لیے اس نقشے میں عمل ٹھیک کرو، ہر نبی نے اپنے رائج الوقت نقشے کے مقابلے پر محنت کی اور حضرت محمد ﷺ اکثریت، حکومت، مال، زراعت اور صنعت کے نقشوں کے مقابلے پر تشریف لائے، آپ کی محنت ان نقشوں سے نہیں چلی، آپ کی محنت، مجاہدوں اور قربانیوں سے چلی ہے، باطل تعیش کے نقش سے پھیلتا ہے تو حق تکلیفیں اٹھانے سے پھیلتا ہے، باطل ملک و مال سے چمکتا ہے تو

حق فقر و غربت کی مشقتوں میں چمکتا ہے، جتنے فتنے ملک و مال اور تعیش کی بنیاد پر لائے جارہے ہیں ان کا توڑ حق کے لیے فقر و غربت اور تکالیف برداشت کرنے میں ہے اب اس کام کے ذریعہ امت میں مجاہدہ اور قربانی کی استعداد پیدا کرنی ہے۔ اس کام کے لیے بہت بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس کو نقشوں پر منحصر کردیا جائے اس سے کام کی جان نکل جائے گی۔ اس کام کی حفاظت اس میں ہے کہ کام کرنے والے اس کام کے لیے تمام میسر نقشوں کو بھی قربان کرتے ہوئے مجاہدے والی شکلوں کو قائم رکھیں اور کسی صورت میں مجاہدے والی شکلوں کو ختم نہ ہونے دیں۔ غریبوں میں اپنی محنت کو بڑھایا جائے، پیدل جماعتیں چلائی جائیں، لوگ آئیں گے کہ یہ ہمارا پیسہ دین کے کام میں خرچ کرلیجیے، پھر نقشہ کی قربانی دینی ہوگی، کہہ دیجیے کہ جناب یہاں اس کام میں خرچ کرنے کا صحیح اور پاک طریقہ وجذبہ سکھایا جاتا ہے، پھر محل تلاش کر کے خود ہی خرچ کردیجیے گا۔ یہاں تو طریق سیکھ لیجیے۔

اس کام کی تعمیم کے لیے رواجی طریقوں، اخبار، اشتہار، پریس وغیرہ اور رواجی الفاظ سے بھی پورے پرہیز کی ضرورت ہے، یہ کام سارا غیر رواجی ہے، رواجی طریقوں سے رواج کو تقویت پہنچے گی، اس کام کو نہیں۔

اصل کام کی شکلیں، دعوت، گشت، تعلیم، تشکیل، وغیرہ ہیں، مشوروں کی ضرورت ہو تو مناسب دوستوں کو الگ کر کے مشورہ کرلیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ مشورہ کرنے والوں کا کسی موقع پر عمومی اعمال سے جوڑ نہ رہے۔

کالج کے طلباء میں دعوتی کام

کالجوں کے طلباء میں اس کام کو اٹھایا جائے، ہوسٹلوں میں مقامی کام کے لیے جماعتیں بنائی جائیں۔ ایک گشت ہوسٹل والے اپنے ہوسٹل میں کریں۔ قریب کے محلوں کی جماعتیں بھی ہوسٹلوں میں جا کر گشت کریں۔ ہوسٹل والے احباب اپنی روزانہ تعلیم اور مہینے میں تین یوم کی ترتیب بھی اٹھائیں۔

مستورات میں کام کی نوعیت

مستورات میں کام کی نزاکتیں اور بھی زیادہ ہیں، جبکہ بے پردگی کا احتمال ہو، عام اجتماعات

میں مستورات کو بالکل نہ لایا جائے، اپنے اپنے محلّہ میں کسی پردہ دار مکان میں قریب قریب کے مکانات سے عورتیں کسی روز جمع ہو کر تعلیم کر لیا کریں، اس کی ابتداء میں اس طرح کریں کہ مرد جو بات اجتماعات، دعوت، تعلیم وغیرہ سے سن کر جائیں، اپنے گھر والوں کو سنائیں، اس سے انشاء اللہ تھوڑے عرصے میں ذہن بننا شروع ہو جائے گا، پھر محلوں میں تعلیم شروع ہونے کے بعد ایسا ہو سکتا ہے کہ سارے شہر کی مستورات کا ہفتے میں ایک ایسی جگہ اجتماع ہو جہاں پردہ کا اہتمام ہو، وہاں تعلیم کے بعد پھر کوئی آدمی پردے کے ساتھ بیان کرے۔ کبھی کبھی ایک یوم یا تین یوم کے لیے قرب وجوار کے لیے جماعتیں بنائی جائیں، مستورات کی جماعت کے ساتھ ان کے خاوند ہوں، ورنہ عورت کے ساتھ اس کا شرعی محرم ساتھ ہو، پردے کے ساتھ جائیں، پردہ دار مکان میں ٹھہریں، مرد مسجد میں ٹھہر کر کام کریں۔

آخری بات

حضور اقدس ﷺ نے جن مقامات سے محنت اٹھائی تھی، انہی مقامات کے لوگوں کو اس محنت پر اٹھانے اور انہی راستوں سے اللہ کی راہ کی ملکوں والی نقل وحرکت کے زندہ ہونے کا ذریعہ یہ عمرے کا سفر بن سکتا ہے، ہر جگہ کے پرانوں سے اختلاط اور اس کام میں یک جہتی پیدا ہونے اور اصولوں کے تفصیل سے سامنے آنے کا یہ بہترین موقع ہے۔

یہ خط کچھ اصول لکھنے کی کوشش میں طویل ہو گیا، آپ حضرات اس کر ہر جز اور لفظ کو غور سے پڑھنے کی کوشش فرمائین گے تو انشاء اللہ بہت زیادہ نفع کی توقع ہے، آپ حضرات اپنے یہاں کے حالات سے ہر پندرھویں روز مطلع فرمادیا کریں تو ہمیں تقویت ہوتی رہے، تمام احباب کو سلام مسنون۔

فقط والسلام

بندہ محمد یوسف غفرلہ

یہ مکتوب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کی سوانح حیات

مؤلفہ: مولانا محمد ثانی حسنی، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کراچی، سے ماخوذ ہے۔

امام نوویؒ ۶۳۱ھ تا ۶۷۶ھ

مختصر حالات زندگی

امام نوویؒ جن کے فضل علمی قابلیت اور صلاح کی اہل مشرق ومغرب نے گواہی دی ہے۔

حافظ ذہبی کی ''تذکرۃ الحفاظ''

اور تاج سبکی کی ''طبقات الشافعیۃ'' سے ان کی حیات طیبہ کے چند پہلو یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

حافظ ذہبی کہتے کہ یہ امام حافظ یکتائے زمانہ عظیم رہنما شیخ الاسلام اولیاء کی نشانی بہت سی مفید کتابوں کے مصنف محی الدین ابوزکریا، یحییٰ بن شرف نواوی حزامی حورانی شافعی ہیں۔

ولادت اور وفات

ان کی ولادت ۶۳۱ میں وفات ۴۵ سال کی عمر میں ۶۷۶ میں ہوئی۔

تعلیم

۶۳۱ میں حوران میں پیدا ہوئے۔ ۶۴۹ میں دمشق کا سفر کیا اور مدرسہ رواحیہ میں داخلہ لیا۔

کھانا مدرسے کا ہی کھاتے تھے، اس مدرسہ میں التنبیہ ساڑھے چار مہینوں میں یاد کی اور باقی ماندہ سال میں'' المھذاب '' کا ایک چوتھائی حصہ شیخ اسحٰق بن احمد مقربی سے یاد کیا۔

سفر حجاز

پھر اپنے والد کے ہمراہ سفر حج پر روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ میں ڈیڑھ ماہ قیام کیا۔ اس سفر میں اکثر بیمار رہے۔

ایک دن میں بارہ سبق

ان کے شاگرد اور ہمارے شیخ ابوالحسن بن عطار نے ہمیں بتایا کہ شیخ محی الدین نووی نے ہمیں بتایا کہ میں ایک دن میں بارہ اسباق اپنے مختلف اساتذہ سے شرح اور تصحیح کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ دو سبق فقہ کی کتاب ''الوسیط'' کے اور ایک سبق ''المھذب'' کا یہ بھی فقہ کی کتاب ہے۔

ایک ایک سبق حدیث میں الجمع بین الصحیحین اور صحیح مسلم کا ایک سبق نحو میں ''اللمع'' اور ایک سبق

لغت میں ''اصلاح المنطق'' کا اس طرح علم الصرف، اصول فقہ، ''اسماء الرجال'' اور اصول دین کا ایک ایک سبق میں روزانہ پڑھا کرتا تھا۔

اللہ نے میرے وقت میں برکت رکھی تھی

وہ کہتے ہیں کہ میں جو بھی کتاب پڑھتا تو اسکے مشکل الفاظ کی شرح عبارت کی وضاحت اور ضبط لغت کا بھی حاشیہ میں اضافہ کر دیتا۔ اللہ نے میرے وقت میں برکت رکھی تھی۔

بوعلی سینا کی کتاب ''القانون'' پر تبصرہ

ایک دن مجھے طب پڑھنے کا خیال آیا، تو میں نے ابن سینا کی کتاب ''القانون'' خرید لی لیکن اس نے میرے دل پر اندھیروں کے پہرے ڈال دیئے۔ چند دن تک میں تدریس اور مطالعہ کچھ نہ کر سکا۔ اپنے نفس پر رحم کھا کر میں نے وہ کتاب فروخت کر دی۔ تب میرے دل کو سکون ملا۔

عبادت اور زہد

اس کے بعد تدریس، تصنیف، علم کی نشر و اشاعت، عبادت، روزہ، ذکر و اذکار اور لباس و طعام میں تنگی کی زندگی کو اپنا لیا اور پھر اسی زندگی کے ہو کر رہ گئے۔

لباس بوسیدہ اور معمولی کپڑے کا چھوٹا سا عمامہ سر پر ہوا کرتا تھا۔

تلامذہ

ان کے شاگردوں میں علماء کی ایک بڑی تعداد ہے جن میں خطیب صدر الدین، سلیمان جعفری، شہاب الدین، احمد بن جعوان، شہاب الدین اربلی، علاؤالدین بن عطار، ابن ابی الفتح، حافظ مزی اور ابن عطار شامل ہیں۔

راستے میں چلتے ہوئے بھی

ابن عطار کہتے ہیں کہ مجھے میرے استاذ نوویؒ نے بتایا کہ وہ دن اور رات میں علمی مشغولیت کے علاوہ ایک گھڑی بھی ضائع نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ راستوں میں چلتے ہوئے بھی چھ سال انہوں نے ایسے گزارے۔

وہ امام تھے

پھر تصنیف افادہ اور مسلمانوں کے خیر خواہی میں لگ گئے، ذہبیؒ کہتے ہیں کہ اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ

اور تقویٰ کی باریکیوں پر عمل مراقبہ اور نفس کو ہر قسم کی آسائشوں سے پاک رکھنے اور اس کی خواہشات کو مٹانے کے ساتھ ساتھ وہ حدیث اور اس کے متعلقہ فنون کے ماہر تھے۔

رجال حدیث پر ان کی نظر تھی صحیح وسقیم ہر قسم کی حدیث کے وہ حافظ تھے۔

مذہب شافعیؒ کے وہ امام تھے۔

فلاں کے جسم کی کھال تو سبز ہوگئی تھی

رشید بن معلم کہتے ہیں کہ میں شیخ محی الدین کو دیر سے کھانے ،لباس وطعام اور دیگر امور میں تنگ زندگی اپنانے پر ملامت کیا کرتا تھا اور انہیں ایسی بیماری لاحق ہونے سے ڈراتا جوان کو درس وتدریس سے معطل کر کے رکھ دے تو وہ جواب دیتے کہ فلاں کی تو روزہ رکھنے اور اللہ کی عبادت کرتے کرتے جسم کی کھال سبز ہوگئی تھی۔

لذتوں سے خوف

پھلوں اور دیگر لذتوں سے وہ دور رہتے تھے اور کہتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ چیزیں میرے جسم کو تروتازہ کردیں گی اور میری آنکھیں نیند لائیں گی۔

دن اور رات میں وہ ایک دفعہ تھوڑا سا کھاتے اور سحر کے وقت ایک گلاس پانی پیتے۔

دمشق کا پھل نہ کھانا

ابن عطار کہتے ہیں کہ دمشق کا پھل نہ کھانے کی وجہ میں نے ان سے دریافت کی تو انہوں نے کہا:

دمشق کی اکثر پیداوار یا تو اوقاف میں سے ہے یا ان لوگوں کی ہے جو اپنے مال سے خود تصرف کرنے کے مجاز نہیں ہیں اور اس قسم کے اموال سے انسان اس وقت انتفاع حاصل کرسکتا ہے جب اس کا انتفاع ان اموال کے لیے باعث نفع ہو۔

پھر دمشق کی زمینوں کے معاملات عقد مساقات پر مبنی ہیں اور عقد مساقات کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہے۔ان وجوہات کے ہوتے ہوئے میرا دل دمشق کے پھلوں کا استعمال کیسے گوارہ کرسکتا ہے؟

استغناء

وہ کسی کی دی ہوئی چیز بہت کم قبول کرتے تھے،قبول بھی کرتے تو اس سے جوان سے پڑھتا

نہ ہوتا۔(یعنی ان کا شاگرد نہ ہوتا)

ایک فقیر نے انہیں ایک لوٹا ہدیہ کیا تو وہ انہوں نے قبول کرلیا۔

کھانا یہاں بھیج دیں

شیخ برہان الدین اسکندرانی نے ایک دفعہ پرزور اور پر اصرار دعوت دی کہ وہ ان کے پاس افطار کریں۔ انہوں نے کہا ''کھانا یہاں بھیج دیں'' ہم لوگ اکھٹے بیٹھ کر کھالیں گے چنانچہ جب اس نے کھانا بھیج دیا تو شیخ نے مختلف النوع کھانے سے کچھ تناول فرمالیا۔

وہ بعض اوقات دو سالنوں کو ملا کر بھی کھالیا کرتے تھے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

وہ حکمرانوں اور ظالموں پر تنقید بھی کرتے، ان کی طرف خطوط لکھتے اور ان کو اللہ سے ڈراتے، ملاحظہ ہو ان کا ایک خط۔

بدرالدین کے نام خط

ازطرف اللہ کا بندہ، یحییٰ نووی

اللہ کی سلامتی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، مولیٰ محسن حکمرانوں کے حکمران بدرالدین پر، اللہ ان کو ہمیشہ بھلائیوں اور نیکیوں کی توفیق سے۔ دنیا و آخرت میں ان کی امیدوں کو پورا کرے اور ان کے تمام امور میں برکت دے۔آمین

آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کی جاتی ہے کہ بارش کی قلت کی وجہ سے اہل شام تنگی اور کمزور حالت میں ہیں، آگے انہوں نے لمبی بات کی ہے......

ملک ظاہر کے نام خط

اس خط کے ساتھ اپنا ایک رقعہ بھی ملک ظاہر کے نام ارسال کیا لیکن اس نے سخت تکلیف دہ جواب دیا جس سے لوگوں کے دل بہت مکدر ہوئے۔ ملک ظاہر کی طرف انہوں نے کئی خطوط لکھے۔

مجھے ان سے ڈر لگتا ہے

متعدد بار انہوں نے ملک ظاہر کو اپنے سامنے عدالت میں لا کھڑا کیا، ملک ظاہر کہا کرتے تھے کہ مجھے ان سے ڈر لگتا ہے۔

تین اعزاز

ہمارے شیخ ابن فرح کہتے ہیں کہ اللہ نے امام نووی کو تین ایسے اعزازات دیئے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی کے پاس ہو تو وہ اس لائق ہے کہ اس کی طرف لوگ اپنی سواریوں کا رخ کریں، وہ اعزاز علم، زہد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہیں۔

چھ جلدوں میں سوانح

ابن عطار نے ان کی سوانح حیات چھ رجسٹروں میں جمع کی تھی۔

تصنیفات

ان کی تصنیفات میں شرح صحیح مسلم، ریاض الصالحین ، الاذکار ، الاربعین ، الارشادفی علوم الحدیث ، التقریب ، المبھمات ، تحریر الالفاظ للتنبیہ ، الایضاح فی المناسك اس کتاب کے علاوہ مناسک حج میں ان کی تین اور بھی تصنیفات ہیں۔ التبیان فی آداب جملۃ القرآن انہوں نے اپنے فتاویٰ ایک چھوٹی جلد میں جمع کیے۔

''الروضۃ'' اربعۃ اسفار، انہوں نے باب المصراۃ تک ''المھذب'' کی چار جلدوں میں شرح کی۔ اس کے علاوہ ''بخاری '' کے کچھ حصے اور ''الوسیط'' کے کچھ حصے کی بھی شرح کی۔ احکام پر بھی تھوڑا سا کام کیا اور ''الاسماء واللغات'' پر تو وہ اچھا خاصا کام کر گئے۔

انہوں نے طبقات الفقہاء میں بھی ایک مسودہ لکھا تھا۔ باب صلاۃ المسافر تک فقہی احکام کی بھی تحقیق کی اور اس کے علاوہ دیگر مفید کتابیں تصنیف کیں۔

سفر بیت المقدس

انہوں نے بیت المقدس کی زیارت کے لیے بھی سفر کیا۔

مرض الموت اور وفات

بیت المقدس کے سفر سے واپس اپنی بستی ''نووی'' لوٹے تو والد کے ہاں جان لیوا مرض میں مبتلا ہو گئے۔ رجب ۶۷۶ھ کو ۴۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مدفن

بستی نووی میں ان کی قبر کی زیارت کے لیے لوگ جاتے رہتے ہیں۔

اگر ان کو اتنی عمر اور مل جاتی تو......

علامہ اپنے پیچھے وہ بہت سی عمدہ تحقیقی، نادر مفید اور مکمل تالیفات چھوڑ گئے، جتنی عمر انہوں نے پائی اگر اتنی عمر اور مل جاتی تو ان کی تصنیفات حیرت ناک ہندسہ عبور کر جاتیں۔

ایک گھڑی بھی ضائع نہ کرنا

نفسانی خواہشات کو مارنے والے اپنے دین کو سرسبز اور آباد رکھنے اور دنیا کے ضائع ہونے سے بے پرواہ رہنے والے زاہد انسان تھے۔ زہد، قناعت نیکیوں پر استقامت اور اہل سنت والجماعت میں سے سلف صالحین کی اتباع سے انہیں حظ وافر نصیب ہوا تھا۔ اطاعت الٰہی کے علاوہ وہ ایک گھڑی بھی ضائع نہ کرتے تھے۔ ان عمدہ اوصاف کے علاوہ وہ مختلف علوم وفنون مثلاً فقہ، اسماء الرجال، لغت اور تصوف وغیرہ میں بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔

علامہ نوویؒ کی مختصر اور جامع تعریف

(علامہ سبکی کہتے ہیں کہ) ان کے فضائل ومناقب اور مرتبے کو اگر میں (تاج الدین سبکی) مختصر بیان کرنا چاہوں تو میں اپنے والد شیخ امام تقی الدین سبکی کے ان اشعار میں بیان کرونگا۔ جو انہوں نے ۷۴۲ھ میں دمشق کے دارالحدیث الاشرفیہ میں دوران قیام کہے تھے۔

وہ رات میں مدرسہ کے احاطہ کی طرف نکل جاتے تا کہ امام نووی کی مسند کے سامنے نماز تہجد ادا کریں اور اپنے چہرے کو اس چٹائی کی خاک سے آلودہ کریں جس پر امام نووی بیٹھ کر درس دیتے تھے۔

یہ چٹائی اشرف الواقف کے زمانے سے بچھی ہوئی تھی۔ اس پر اس کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔

شعر یہ ہیں۔

وفی دار الحدیث لطیف معنی   علی بسط لها اصبوا واٰوی

عسیٰ انی امس بحرو جهی   مکانا مسه قدم النواوی

ترجمہ: ”دارالحدیث کی وہ چٹائیاں جن کا میں مشتاق رہتا ہوں اور ان کے پاس میں جگہ بناتا ہوں۔ اس میں لطیف حکمتیں اور انوارات پوشیدہ ہیں، میں اس امید کے ساتھ وہاں جاتا ہوں کہ شاید اس جگہ کو میرے چہرے کا ظاہر حصہ چھولے جس کو امام نووی کے قدموں نے چھوا ہے“۔

مناقب اہل بیت

حضرت فاطمہ کے شوہر نامدار حضرت علی حیدر کرارؓ

حضرت سیدہ فاطمہ کے شوہر نامدار حضرت علی المرتضٰی ہیں آپ حضورﷺ کے چچا خواجہ ابو طالب کے صاحبزادے ہیں آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں ماں باپ کی جانب سے آپ ہاشمی ہیں، آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور آپ کا بچپن حضورﷺ کے گھر اور آپ کے ہی آغوش محبت میں گزرا اور آپ نے ان کے ساتھ اپنے بچوں جیسا معاملہ فرمایا اور پھر آپ کو اپنی دامادی کا شرف بھی دیا۔

حضورﷺ نے جب دعویٰ نبوت فرمایا اس وقت آپ کی عمر نو دس سال تھی (طبقات ج ۳ ص ۱۵) چنانچہ آپ کو بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ خواجہ ابو طالب کے رعب و دبدبہ اور حضرت علیؓ کے بچپنے کی وجہ سے آپ کو ان شدائد کا سامنا نہ کرنا پڑا جس سے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور دیگر حضرات صحابہ دوچار ہوئے تھے۔ حضورﷺ نے ہجرت فرمائی تو آپ کو اپنے بستر پر سونے کے لیے فرمایا اور آپ جان کی پروا کیے بغیر بے خوف و خطر وہاں سو گئے آپ نے حضورﷺ کی ہدایت کے مطابق امانتیں ان کے حقداروں تک پہنچائیں اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کر آئے آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیے حضورﷺ کے شانہ بشانہ تمام غزوات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر میدان میں داد شجاعت دیتے رہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی جرأت عطا فرمائی تھی۔ آپ کفار کی صفوں میں گھس جاتے اور بڑی جوانمردی سے لڑتے تھے۔ حضورﷺ نے کئی موقعوں پر ان کے ہاتھ جھنڈا عطا فرمایا میدان بدر میں بھی جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا (طبقات ج ۳ ص ۱۶) حضورﷺ نے حضرت عثمانؓ کو غزوۂ بدر کے موقع پر اپنے اہل خانہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا تھا اور ان کے لیے اجر و ثواب ملنے کی بشارت دی تھی اسی طرح حضرت علی کو غزوۂ تبوک کے وقت اپنے اہل خانہ کی حفاظت پر مامور کیا تھا اور وہ اس غزوہ میں شریک نہ ہو پائے تھے (طبقات ج ۳ ص ۱۷)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وفضل میں بہت اونچا مقام عطا فرمایا تھا آپ شہر علم کا دروازہ تھے۔ آپ نے حضور ﷺ سے بہت سی حدیثیں روایت کیں آپ سے روایت کرنے والوں میں جلیل القدر صحابہ کرام ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ کے لیے خصوصی دعا فرمائی تھی۔ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ نے آپ کا سینہ کھول دیا اور آپ سب سے زیادہ قضاء کا علم رکھنے والے ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں آپ کو قاضی بنایا تھا، صحابہ کرام میں جو لوگ اعلی درجہ کے فصیح اور خطیب مانے گئے آپ ان میں سے ایک ہیں۔ حضور ﷺ حضرت علیؓ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ آپ نے ان کے بہت سے مناقب وفضائل بیان فرمائے اور انہیں دنیا وآخرتے میں اپنا بھائی فرمایا (جامع ترمذی)

اور غایت محبت میں آپ کو ابو تراب کہا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کا بھی مولی ہے، آپ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی کہ اللہ اس سے محبت کو جو علی سے محبت کرے اور اس کو ناپسند رکھ جو علی سے بغض رکھے آپ نے یہاں تک فرمایا کہ جس نے فاطمہ اور علی سے محبت رکھی وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا آپ نے فرمایا کہ حضرت علی سے مؤمن محبت رکھیں گے اور منافق ان سے بغض رکھیں۔ (صحیح مسلم) آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کا موسیٰؑ سے تھا سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (متفق علیہ)

حضرت علی مرتضٰی زہد وتقویٰ میں بھی اپنی مثال آپ تھے آپ سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والے تھے اور اللہ کی ذات میں غرق انسان تھے اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری آپ کا شیوہ تھی۔ حافظ ابونعیم فرماتے ہیں کہ آپ اللہ کی ذات کے عالم تھے اور آپ کی قلب میں ذات باری کا عرفان موجزن تھا (حلیۃ الاولیاء ج اص ۱۰۹) آپ کے پاس جو کچھ آتا آپ اسے راہِ خدا میں خیرات کر دیتے آپ کے در سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہ لوٹا آپ دنیا اور اس کی آرائشوں سے کوسوں دور تھے۔ شب بیدار تھے ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ فرماتے تھے آپ بہت رقیق القلب تھے اور رات کی تنہائیوں میں خوف خدا سے رویا کرتے تھے آپ کے دل میں مساکین سے بہت محبت تھی۔ آپ دنیا کو مخاطب کر کے کہتے کہ میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں تیری عمر کم ہے۔

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر مسند خلافت پر آئے تو حضرت علی مرتضٰی نے آپ کی بیعت فرمائی اور آپ کے ساتھ ساتھ رہے ان کے دل میں حضرت ابوبکر کے لیے بڑا احترام تھا آپ حضرت

ابو بکر صدیقؓ کوئی حدیث روایت کرتے تو اس طرح فرماتے

حدثنی ابو بکر و صدق ابو بکر (مشکوۃ)

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو آپ ان کی مجلس شوریٰ کی ممتاز رکن ہوئے۔ حضرت عمر نے آپ کو قاضی بنایا تھا آپ نے حضرت عمر کو اپنا داماد بھی بنایا حضرت عثمان غنی کے دور خلافت میں بھی آپ ان کی نصرت وحمایت فرماتے رہے اور اپنے بچوں کو ان کی حفاظت پر مامور کر رکھا تھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے آپ کی خلافت چار سال نو مہینے کے قریب رہی۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی (۴۳۰ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

'' آپ کے قوم کے سردار اللہ سے محبت رکھنے والے اور اللہ کے محبوب اور شہر علم کا دروازہ بہترین واعظ اشارات کا استنباط کرنے والے مہتدین کے سرتاج اطاعت کرنے والوں کے نور متقین کے والی امام العادین اسلام قبول کرنے میں آگے فیصلہ کرنے میں انصاف کا دامن تھامنے والے بڑے حلم والے اور بھرپور علم والے آپ متقین کے پیشوا عارفین کی زینت توحید کے حقائق سے پردہ اٹھانے والے اور اس کی راہ کی طرف لے جانے والے سمجھدار دل والے عاقل اور لسان سائل کے حامل عہد کا ایفاء کرنے والے فتنوں کی جڑ کاٹ دینے والے ہر آزمائش میں کامیاب ہونے والے اور دشمنان دین کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے اور ان کا تباہ و برباد کرنے والے شخص تھے۔ اللہ کے دین کے معاملہ میں خوف رکھنے والے اور اللہ کی ذات میں فنا ہو جانے والے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ا ص ۱۰۰)

امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) آپ کا تعارف اس طرح کرتے ہیں:

آپ کا نام نامی علی اور کنیت ابوالحسن ہے آپ ہاشمی النسب ہیں امت کے قاضی اسلام کے شہسوار اور حضور اکرم ﷺ کے داماد ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل تھا آپ نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور اس میں ذرا بھی تردد نہ کیا جہاد کا وقت آیا تو اللہ کے راستہ میں جہاد کا پورا پورا حق ادا کیا اور یوں علم و عمل کی ذمہ داریوں کو بطریق احسن نبھایا۔

حضور ﷺ نے آپ کے حق میں جنت کی شہادت دی اور فرمایا جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے نیز فرمایا علی میرے ہاں تمہارا وہ مقام ہے جو موسیٰ علیہ اسلام کے نزدیک ہارون علیہ اسلام کا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

یہ بھی فرمایا مؤمن تم سے محبت اور منافق تم سے بغض رکھیں گے۔ حضرت علیؓ کے بے شمار فضائل ہیں جسے میں نے ایک الگ کتاب میں لکھے ہیں۔ آپ علم میں امامت کے مرتبہ پر فائز تھے اوراخذ حدیث میں اس قدر محتاط تھے کہ حدیث بیان کرنے والے سے پہلے حلفیہ بیان لیتے تھے ......امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے رمضان ۴۰ ھ میں جام شہادت نوش فرمایا اس وقت آپکی عمر ۶۰ سال یا اس سے ایک سال کم یا زیادہ تھی (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۲)

آپ نے حضرت فاطمہ کی حیات میں دوسری شادی نہیں کی ان کے انتقال کے بعد آپ نے کئی شادیاں کیں اوران سے کئی اولادیں بھی ہوئیں۔ حضرت امام حسین کے ساتھ کے تین سوتیلے بھائی ابوبکر عمر عثمان بھی کربلاء میں شہید ہوئے تھے۔

اقوال امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو طعام کی مضرت کا تو یقین رکھتا ہے لیکن گناہ کی رسوائی کا یقین نہیں رکھتا۔

گناہ سے مسرت حاصل نہ کرو کیونکہ گناہ سے خوش ہونا گناہ سے بڑھ کر ہے۔

مجھے سب سے زیادہ تعجب اس شخص پر ہے جو آخرت میں زندہ ہونے سے انکار کرتا ہے حالانکہ وہ ایک بار زندہ ہو چکا ہے یعنی پیدا ہو چکا ہے۔

توبہ زبان سے نہیں ہوتی بلکہ عمل سے اور بری باتوں سے بچنے سے ہوتی ہے۔

مجھے بدکار منکر پر سخت تعجب ہے کل وہ نطفہ کی صورت میں تھا اور کل کو وہ مردہ بن جائیگا۔

دنیا میں تین قسم کے لوگ عبادت کرتے ہیں اول وہ جو خوف سے عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت غلاموں کی سی عبادت ہے

دوم وہ جو کسی غرض سے عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت درحقیقت مردان خدا کی عبادت ہے۔

کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں اس قید و بند سے کہ تکلیف میں ہوں۔

ہرگز نہیں یہ تو صرف اس لیے ہے کہ میں اس عذاب کو دیکھ کر عذاب آخرت کو ہر وقت یاد رکھوں اللہ کے مومن بندوں کو کون قید کر سکتا ہے اگر چاہوں تو اس بند گراں کو ابھی دور کردوں۔

خواتین کے صفحات

خادمۃ القرآن

''ہوا'' کا خدا کا نظام

ا۔ہوا چلتی ہے وہ آسمان سے پانی اُٹھاتی ہے اور بادلوں کو پر کر دیتی ہے۔

۲۔ایک ہوا ہوتی ہے جو زمین میں پیداوار کی قوت پیدا کرتی ہے۔

۳۔ایک ہوا ہوتی ہے جو بادلوں کو ادھر ادھر سے اُٹھاتی ہے۔

۴۔ایک ہوا ہوتی ہے جو انہیں جمع کر کے تہ بہ تہ کر دیتی ہے۔

۵۔ایک ہوا ہوتی ہے جو انہیں پانی سے بوجھل کر دیتی ہے۔

۶۔ ایک ہوا ہوتی ہے جو درختوں کو پھلدار ہونے کے قابل کر دیتی ہے۔(تفسیر ابن کثیر جلد ۳، صفحہ ۹۲)

مردوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور مخنث مردوں پر لعنت فرمائی ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو'' عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فلاں شخص کو نکال دیا اور حضرت عمر ؓ نے بھی فلاں شخص کو نکال دیا تھا۔''

[صحیح: رواہ البخاری (۵۸۸۶) وابوداؤد (۴۹۳۰) والترمذی (۹۵

شرح حدیث:

امام خطابیؒ ''معالم السنن'' میں فرماتے ہیں:

''مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ روپ و انداز ہیت و شکل اور چلنے کے انداز وغیرہ میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنا' نہ کہ رائے کی پختگی اور علم کی وسعت میں' کیونکہ رائے اور علم میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنا ان کے حق میں قابل تعریف ہے' جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ کے

بارے میں آتا ہے کہ وہ مردوں جیسے رائے رکھنے والی تھیں۔

مخنث مردوں کو نکالنے کا حکم صرف گھروں تک محدود نہیں بلکہ انہیں اپنے علاقوں سے بھی نکال دینا چاہیے، بہت سی احادیث میں مخنث مرد کی عورتوں سے ملاقات کرنے کے بارے میں ممانعت وارد ہوئی ہے اور عورتوں کو بھی اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ ہیجڑوں کے سامنے بے نقاب ہوں، یعنی ہیجڑوں کا حکم پردہ کے سلسلہ میں جنسی توانائی رکھنے والے اور عورتوں میں رغبت حامل مردوں کی طرح ہے جیسا کہ خصی مقطوع الذکر شخص کا حکم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے

شرح حدیث:

امام طبریؒ فرماتے ہیں ''اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے لیے اس لباس اور زیب وزینت میں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہو عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا درست نہیں، اور نہ ہی اس کے برعکس (یعنی عورتوں کے لیے بھی مردانہ لباس وزیب زینت جائز نہیں) اسی طرح بولنے اور چلنے کے انداز میں بھی ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔ البتہ لباس کا انداز ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے بعض علاقوں میں لباس میں عورتوں اور مردوں میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا اور عورت پردہ کے ذریعہ مرد سے ممتاز ہوتی ہے۔ یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ کلام اور چلنے کے انداز میں تشبیہ کی مذمت ان لوگوں کے لیے ہے جو جان بوجھ کر ایسا کریں لیکن اگر کسی میں فطرتاً یہ چیز پائی جائے تو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ بتکلف تدریج کے ساتھ انہیں چھوڑنے کی کوشش کرے۔

اگر وہ اس تشبیہ کو چھوڑنے کی کوشش نہیں کرتا اور مسلسل آگے بڑھتا ہے تو وہ بھی اس مذمت میں داخل ہوگا۔ خاص طور پر اس وقت جب اس کی جانب سے کوئی ایسی بات سامنے آئے جو اس تشبیہ پر اسکے راضی ہونے کی دلیل ہو۔

امام نوویؒ حدیث کے حکم کو مطلق قرار دیتے ہیں (یعنی مطلق طور پر عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والا مرد اور مردوں کی مشابہت اختیار کنے والی عورت خواہ جان بوجھ کر ہو یا فطرتاً دونوں اس حدیث کے تحت آتے ہیں) اور پیدائشی مخنث کو حدیث میں آنے والی ملامت کا حقدار نہیں ٹھہراتے

،لیکن اس اطلاق کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ شخص اس مشابہت کو چھوڑنے کی کوشش کے باوجود اس کے چھوڑنے پر قادر نہ ہو تو وہ ملامت زدہ نہ ہوگا، لیکن اگر کسی شخص کے لیے مشابہت کو چھوڑنا ممکن ہو اگرچہ تدریج کے ساتھ ہی ہو، اس کا بلا عذر چھوڑنا ملامت کا باعث ہوگا' اس کے لیے علامہ طبریؒ نے اس بات سے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ ہیجڑوں کو عورتوں کے سامنے آنے کی ممانعت کا حکم اس وقت تک نہیں دیا جب تک کہ ہیجڑہ کی زبان سے عورتوں کی تعریف و توصیف میں خوب مبالغہ آمیز گفتگو نہ سن لی' تو اس سے معلوم ہوا کہ جو پیدائشی طور پر غیر جنس مشابہت رکھنے والا ہو اس پر کوئی ملامت نہیں۔''

''عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والوں سے مراد وہ مرد ہیں جو انداز وہیت اور رنگ روپ میں عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو مردوں کے انداز وہیت کو قصداً اختیار کرنے والی ہوں۔''

شیخ ابو محمد ابی جمرۃؒ فرماتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے):

''اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ہر چیز میں مخالف جنس کی مشابہت ممنوع ہے لیکن دوسرے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تشبیہ سے مراد انداز وہیئت اور بعض صفات و حرکات میں مشابہت اختیار کرنا ہے نہ کہ امور خیر کی مشابہت اختیار کرنا (کیونکہ یہ تو مستحسن ہے)۔'' مزید فرماتے ہیں:

''حضور اقدس ﷺ کی جانب سے صادر ہونے والی لعنت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جس چیز کے سبب سے لعنت وارد ہوئی اس کے بارے میں زجر و توبیخ کے طور پر لعنت کرنا' یہ لعنت خطرے سے خالی نہیں کیونکہ کسی گناہ پر لعنت کا واقعہ ہونا اس کے کبیرہ ہونیکی علامت ہے (۲) کسی کام میں نقصان کے پیشِ نظر اس پہ لعنت کرنا اور یہ خطرہ سے خالی ہے کیونکہ یہ اس شخص کے حق میں رحمت ہے جس پر لعنت کی گئی بشرطیکہ وہ شخص اس کا مستحق نہ ہو' جیسا کہ امام مسلمؒ فرماتے ہیں: ''اس لعنت کی حکمت غیر کی مشابہت کے ذریعہ خود کو اس حالت سے نکالنا ہے جس پر احکم الحاکمین نے اس کو پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف بال لگوانے والی عورتوں پر لعنت میں۔'' المغیرات خلق الله '' (اللہ کی پیدا کردہ حالت کو بدلنے والی) کہہ کر اشارہ کیا گیا۔''



بچوں کے صفحات

مہمان کا رزق پہلے پہنچا دیا جاتا ہے

شہر سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں ایک صاحب کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا ابھی جھگڑا ختم نہیں ہوا تھا کہ اسی دوران ان کا مہمان آ گیا۔ خاوند نے اسے بیٹھک میں بٹھا دیا اور بیوی سے کہا کہ فلاں رشتہ دار مہمان آیا ہے اس کے لیے کھانا بناؤ۔ وہ غصے میں تھی، کہنے لگی: نہ تمہارے لیے کھانا ہے نہ تمہارے مہمان کے لیے۔

اتنے میں اسے خیال آیا کہ چلو بیوی اگر روٹی نہیں پکاتی تو سامنے والے ہمسائے بہت اچھے ہیں، خاندان والی بات ہے، میں انہیں ایک مہمان کا کھانا پکانے کے لیے کہتا دیتا ہوں۔

چناں چہ وہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی کی طبیعت خراب ہے (اب یہ کیسے کہتا کہ نیت خراب ہے) لہٰذا آپ ہمارے مہمان کے لیے کھانا بنا دیجیے۔

انہوں نے کہا: بہت اچھا، جتنے آدمیوں کا کہیں کھانا بنا دیتے ہیں۔ وہ مطمئن ہو کر مہمان کے پاس آ کر بیٹھ گیا کہ مہمان کو کم از کم کھانا تو مل جائے گا جس سے عزت بھی بچ جائے گی۔

تھوڑی دیر کے بعد مہمان نے کہا: ذرا ٹھنڈا پانی تو لا دیجیے۔ وہ اٹھا کہ مٹکے کا ٹھنڈا پانی لاتا ہوں۔ اندر گیا تو دیکھا کہ بیوی صاحبہ تو زار و قطار رو رہی تھیں۔

وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ شیرنی اور اس کے آنسو، کہنے لگا: کیا بات ہے؟

اس نے پہلے سے بھی زیادہ رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگی: بس مجھے معاف کر دیں۔ وہ بھی سمجھ گیا کہ کوئی وجہ ضرور بنی ہے۔ اس بے چارے نے دل میں سوچا ہوگا کہ میرے بھی نصیب جاگ گئے ہیں۔

کہنے لگا: بتاؤ تو سہی کہ کیوں رو رہی ہو؟

اس نے کہا: پہلے آپ مجھے معاف کر دیں پھر میں آپ کو بات سناؤں گی۔ خیر اس نے کہہ دیا کہ

جو لڑائی جھگڑا ہوا ہے میں نے وہ دل سے نکال دیا ہے اور آپ کو معاف کر دیا ہے۔ کہنے لگی: جب آپ نے آکر مہمان کے بارے میں بتایا اور میں نے کہہ دیا کہ نہ تمہارے لیے کچھ پکے گا اور نہ مہمان کے لیے، چلو چھٹی کرو، تو آپ چلے گئے۔

مگر میں نے دل میں سوچا کہ لڑائی تو میری اور آپ کی ہے، اور یہ مہمان رشتہ دار ہے، ہمیں اس کے سامنے تو یہ راز نہیں کھولنا چاہیے۔ چناچہ میں اُٹھی کہ کھانا بناتی ہوں۔

جب میں باورچی خانہ میں گئی تو میں نے دیکھا کہ جس بوری میں آٹا پڑا ہوتا ہے، ایک سفید داڑھی والا آدمی اس بوری میں سے کچھ آٹا نکال رہا ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر سہم گئی۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: اے خاتون! پریشان نہ ہو، یہ تمہارے مہمان کا حصہ تھا جو تمہارے آٹے میں شامل تھا، اب چوں کہ یہ ہمسائے کے گھر میں پکنا ہے اس لیے میں وہی سے آٹا لینے کے لیے آیا ہوں۔............جی ہاں!

مہمان بعد میں آتا ہے جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا رزق پہلے بھیج دیتے ہیں۔

فائدہ: دوستو......! اس واقعے سے ہمیں دو سبق ملے: ایک تو یہ کہ آپس میں لڑنا بہت ہی بری بات ہے جس کی وجہ سے آدمی بہت سی اچھی چیزوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

دوسرا یہ مہمان کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے بل کہ مہمان اپنے حصے کا رزق کھاتا ہے اور جس گھر میں مہمان آتے ہیں اس گھر میں اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

علم اور مال کا فرق

مصر میں ایک امیر کے دولڑکے تھے۔ ایک علم سیکھتا اور دوسرا مال جمع کرتا تھا۔ آخر کار علم سیکھنے والا بہت بڑا عالم بن گیا اور مال جمع کرنے والا مصر کا وزیر بن گیا۔ وزیر بننے کے بعد وہ عالم کو حقارت کی نظروں سے دیکھتا اور کہتا کہ میں سلطنت کے درجہ تک پہنچ گیا اور یہ ویسا ہی فقیری میں رہا۔

اس نے کہا: اے بھائی! خدائے بزرگ و برتر کی نعمتوں کا شکر مجھ پر زیادہ واجب ہے کہ میں نے پیغمبروں کی میراث پائی یعنی علم! اور تجھ کو فرعون اور ہامان کی میراث ملی یعنی ملک مصر کی حکومت۔

عظیم تاجر

ایک شخص تیز رفتار گھوڑے پر سوار، اسے سرپٹ دوڑاتے ہوئے مکہ معظّمہ کی طرف رواں دواں تھا، بال گرد وغبار سے بھرے ہوئے تھے، آنکھیں اداس تھیں، چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ ایسا لگتا

تھا کہ اسے کسی قافلے کی تلاش ہے اور وہ جلد از جلد اپنی منزل تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اِدھر اُدھر نظریں دوڑاتے ہوئے چلا جا رہا تھا کہ چند راہ گیر نظر آئے، ان سے قافلے کے بارے میں پوچھا، کسی نے بتایا کہ اس طرف لوگوں کے ایک قافلے کو جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے، یہ سن کر اس نے وہ راہ لی، گردوغبار کے بادل اڑاتا ہوا وہ تیز رفتار گھوڑے پر چلا جا رہا تھا کہ دور سے کچھ لوگ نظر آئے، قریب ہونے پر معلوم ہوا کہ یہ تو وہی قافلہ ہے جس کی تلاش میں وہ میلوں کا سفر کر کے آ رہا ہے۔ مقصود کو اتنا قریب دیکھ کر اس کا مرجھایا ہوا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور بے چین دل خوشی سے لبریز ہو گیا۔ قافلہ تیز رفتاری سے چلا جا رہا تھا، مگر اس کے گھوڑے کی برق رفتاری فاصلے کو کم سے کم تر بنا رہی تھی ۔ یہاں تک کہ وہ مسافروں کے سروں تک پہنچ گیا۔ مطلوبہ شخص کو سامنے پا کر اس نے اسے مخاطب کیا اور پوچھا:

''کیا مشہور کپڑا بیچنے والے احمد بن طبیب سے آپ نے کپڑا خریدا تھا؟'' ''جی ہاں۔'' اس نے تجسس بھری نگاہوں سے اس آنے والے اجنبی کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''دراصل بات یہ ہے کہ جب میرے ملازم نے کپڑا بیچ کر پیسے مجھے دیے تو میں نے پوچھا: کپڑا کسے بیچا ہے؟ اس نے بتایا: ایک مسافر کو، میں نے پوچھا: کیا اس کپڑے کا عیب بتا دیا تھا؟ تو احمد نے کہا: وہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا، یہ سن کر مجھے بے حد پریشانی ہوئی، میں نے اسے برا بھلا کہا، احمد کا کہنا تھا کہ میں کیا کر سکتا ہوں، جو کچھ ہوا اسے بھول جایئے، آئندہ احتیاط کروں گا، لیکن میں اس کے پیچھے پڑ گیا اور اسے آپ کا نشان تلاش کرنے کا کہا، بڑی مشکل سے آپ کے ٹھکانے کا علم ہوا، لیکن اس وقت تک آپ حاجیوں کے قافلے کے ساتھ مکہ معظّمہ کے لیے روانہ ہو چکے تھے، میں نے ایک برق رفتار گھوڑا کرائے پر لیا اور آخر کار ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ تک آ پہنچا ہوں، تاکہ آپ کو بتایا جا سکے کہ کپڑے میں عیب ہے۔'' مسافر کبھی کپڑے کو دیکھتا اور کبھی میلوں دور سے آنے والے اس عظیم تاجر کو جس نے محض کپڑے کا نقص بتانے کے لیے اتنی تکلیف اٹھائی تھی، وہ بہت دیر تک خاموش رہا اور پھر کہنے لگا:

کیا وہ دینار جو میں نے آپ کے ملازم کو دیے تھے، آپ کے پاس ہیں؟ تاجر نے جواب دیا، ہاں یہ لیں۔ مسافر نے وہ دینار لیے اور دور پھینک دیئے؟ مسافر نے جواب دیا: وہ کھوٹے تھے۔ میں غیر مسلم ہوں، لیکن آپ کی سچائی اور دیانت داری دیکھ کر میری ضمیر نے مجھے اجازت نہ دی کہ میں آپ کے ساتھ دھوکا اور فریب کروں جب کہ آپ نے صرف کپڑے کا نقص بتانے ے لیے اتنی مشقت اٹھائی۔ اس عظیم تاجر کا نام خریف رحمہ اللہ تھا۔

مسلمانوں! ہوشیار رہو، اپنا ایمان بچاؤ

کچھ عرصہ سے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں میں کچھ ناسمجھ افراد یورپی ممالک میں جا کر سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کر کے وہاں کے محکموں میں بیان حلفی داخل کراتے ہیں۔اس کے پیچھے قادیانی لابی متحرک ہے۔اس پر ہمیں کئی دفع لوگوں نے سوالات بھیجے ہیں

(۱)۔کیا ایسا شخص مسلمان رہ جاتا ہے؟

(۲)۔کیا ایسے شخص کے ساتھ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح کیا جا سکتا ہے؟

(۳) اگر ایسا شخص پہلے سے شادی شدہ ہے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح میں رہی یا نہیں، وہ اب کیا کرے؟

(۴)۔کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہو سکتی ہے، اگر ہو سکتی ہے تو اس کی کیا شکل ہے؟

جواب

(۱)۔امت مسلمہ اور پاکستان اسمبلی کے متفقہ فیصلے کے مطابق قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ان پر وہی احکام لاگو ہوتے ہیں جو کہ دوسرے تمام غیر مسلم لوگوں پر ہوتے ہیں۔لہذا اگر کوئی شخص جناب محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو غیر کے سامنے قادیانی ظاہر کرتا ہے تو ایک طرح سے علی الاعلان وہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہے، وہ شخص نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج ہے بلکہ مرتد بھی ہے۔

(۲)۔کسی بھی غیر مسلم اور خصوصاً مرتد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں۔

(۳) اگر کوئی شخص شادی کے بعد قادیانی ہو گیا تو اس کی بیوی کا نکاح بروئے شریعت باقی نہیں رہا۔وہ عورت اس مرتد سے طلاق لیے بغیر عدت پوری کر کے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

(۴) ایسے شخص کی توبہ عام طریقہ سے قبول نہیں۔اس کی توبہ صرف اس شکل میں قبول ہو سکتی ہے کہ وہ اسی محکمہ میں جائے جس میں اس نے پہلے اپنے آپ کو قادیانی بنا کر پیش کیا تھا۔یہ کہے کہ میں نے آپ کے محکمے سے یہ جھوٹ بولا تھا کہ میں قادیانی ہوں۔اب میں وضاحت کرتا ہوں کہ میں قادیانی نہیں ہو۔اس کے بعد وہ توبہ کرے۔اس کے بغیر توبہ قبول نہیں۔کیونکہ قادیانی ہر سال اسی قسم کے محکموں سے لوگوں کے قادیانی ہونے کی تصدیق کروا کر دنیا کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی رپورٹ شائع کرتے ہیں کہ دیکھو اس سال اتنے لوگ قادیانی ہو گئے ہیں۔

منجانب۔ ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی، فیصل آباد
مولانا حاجی اکرم شاد ، نیویارک (امریکہ)

MONTHLY MAGAZINE **Millia** FAISALABAD PAKISTAN
JAMIA MILLIA ISLAMIA
Reg:M # FD-16

MOHALLAH KHALSA COLLEGE FAISALABAD Ph:041-8711569
E-mail: milliafsd@yahoo.com Fax # 041-8502213

ماہنامہ مِلّیہ فیصل آباد پاکستان

بفیض

قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ **عبدالقادر رائپوری** رحمہ اللہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا **زکریا صاحب مہاجر مدنی** رحمہ اللہ

رئیس الاحرار حضرت مولانا **حبیب الرحمٰن لدھیانوی** رحمہ اللہ

امیر ثانی تبلیغ حضرت مولانا **محمد یوسف صاحب کاندھلوی** رحمہ اللہ

حضرت مولانا **انیس الرحمٰن لدھیانوی** رحمہ اللہ بانی جامعہ

پیر طریقت حضرت **سید نفیس الحسینی** رحمہ اللہ

- عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

اس میں وہ سب کچھ جس سے ہر ایک مسلمان کا باخبر رہنا ضروری ہے۔

- بے لاگ تبصروں اور تحقیقاتی تجزیوں سے بھرپور
- نقطہ نظر کا کالم ہر لکھنے والے کے لئے
- آپ کے مسائل اور انکا حل
- طلباء، خواتین اور بچوں کے خصوصی صفحات
- حصہ شعر و سخن۔ جس میں حمد و نعت، نظم اور غزل۔
- تذکرہ اکابر سے مزین تحقیقی مقالہ جات
- خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی دعوت دے کر اس صدقۂ جاریہ میں شریک کریں۔

رابطہ کیلئے
ماہنامہ مِلّیہ جامعہ مِلّیہ اسلامیہ محلہ خالصہ کالج فیصل آباد
فون 041-8711569

www.milliafsd.com